

کرامم روپورٹ انور کو فلم انڈسٹری سے کیا سروکار ہو سکتا تھا۔ وہ تو بس یونہی ادھر سے گذر رہا تھا..... نشو فاز اسٹوڈیو کے چھانک کے قریب نظر آنے والی بھیڑ کی وجہ سے موڑ سائیکل کی رفتار کم کر دینی پڑی پھر بھی گذرتا ہی چلا جاتا لیکن عقب سے کسی نے اسے آواز دی۔ اس کے قریبی شناسا اس کی اس عادت سے بخوبی واقف تھے کہ عقب سے پکارے جانے پر مڑ کر نہیں دیکھتا گذرتا چلا جاتا ہے۔ جو نہیں جانتے تھے ان کے کوٹ کا کالر پکڑ کر تیز لجھے میں سمجھانے کی کوشش کرتا تھا کہ اسے عقب سے پکارا جانا پسند نہیں ہے۔

نچا ہونٹ دانتوں میں دبائے اور پیشانی پر شکنیں ڈالے ہوئے رک گیا۔ لیکن مڑ انہیں دونوں پیر زمین پر لکائے منتظر رہا کہ پکارنے والا قریب پہنچ جائے۔ لیکن یہ خواہش دل ہی میں رہ گئی کہ وہ اسے جھاڑ سکتا۔ کیونکہ یہ ایک اول درجے کا بے غیرت اور ڈھیٹ قسم کا فلمی صحافی شاطر بساطی تھا جان پہچان والوں کو اسے برداشت کرنا ہی پڑتا تھا۔ گولی مارنہیں سکتے تھے؟ نہ خود شہر چھوڑ سکتے تھے۔ کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی موڑ پر اس سے ملاقات ضرور ہوتی تھی۔ دس گالیاں دیجئے اور جواب میں اس کے پچاس تھے سینے۔ دوسرا دن پھر وہی انداز..... وہی بے تکلفی۔ لہذا انور ان لوگوں میں سے نہیں تھا جو اپنے الفاظ ضائع کرتے ہیں۔

”نرمائیے؟“ اس نے خشک لجھے میں دریافت کیا۔

”میں تو سمجھا تھا کہ تم یہیں آئے ہو!“ شاطر خواہ بخواہ نہ س کربولا! لیکن تم نکلے چلے جا رہے ہو۔“

”میں یہاں کیوں رکنے لگا۔“

اوہ..... تو کیا راشد علوی سے تعلقات خراب ہو گئے ہیں!

یہاں راشد علوی کا کیا ذکر.....!

اف فوہ.....! شاید تمہیں اس کا علم نہیں ہوا۔

”کوئی خاص بات!“

کمال ہے! بلکہ مجھے حیرت کا اظہار کرنا چاہیے!

کر چکو جلدی سے۔ میں اپنی جا گیر کا معاشرہ کرنے نہیں لگا۔ انور نے جھنجھلا کر کہا۔

کیا واقعی تمہیں نہیں معلوم۔ میں تو سمجھتا تھا کہ راشد علوی تمہارے دوستوں میں سے ہے۔

کیا ہوا راشد علوی کو.....!

ابھی تو کچھ نہیں ہوا۔ لیکن اس پر ضرب ضرور پڑے گی اور پھر ایسی صورت میں جب کہ اس کے اوپر شہزادے کے درمیان دشمنی کی وجہ اظہر من الشمس ہے!

اب مجھے جلدی سے یہ بتاؤ کہ شہزادہ مر گیا یا زندہ ہی ہے۔! انور بخنا کر بولا۔

مرنے میں دیر تو نہیں لگی تھی۔ شاطر نے اسے تیز نظر وہ سے دیکھتے ہوئے کہا۔
تم اس کے مرنے کی بات کر رہے ہو۔ ارے میاں گھوڑے تک کی ہڈیاں چور ہو گئی
ہیں!

کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہاری بھی ہڈیاں چور کر دوں.....?
کیوں میری کیوں؟ شاطر ہونقوں کے سے انداز میں بولا۔
جب میں کہہ دیا کہ میں بالکل لا علم ہوں تو تم ادھر ادھر کی کیوں ہائک رہے ہو۔
او.....ہاں! وہ چونک کر بولا۔ جب تمہیں اس قصے کا علم ہی نہیں تو مجھے شروع
سے بتانا چاہیے۔!

تو بتاؤ جلدی سے،

یہیں کھڑے کھڑے.....!

انور نے چاروں طرف نظر دوڑائی اور طویل سانس لے کر بولا۔ ”حرام خوری

تمہارا مقدر ہے! چلو بیٹھو پچھے۔!

شااطر قہقہہ لگا کر اچھا اور کیریئر پر بیٹھ گیا! موڑ سائیکل آگے بڑھی اور قریباً ایک فرلانگ چلنے کے بعد کیفے جمال کے سامنے رک گئی۔

دونوں موڑ سائیکل سے اتر کر اندر آئے اور شااطر لہک کر بولا! ”میں سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگ تمہیں برا کیوں کہتے ہیں۔“

”چاپلوسی کی ضرورت نہیں! اگر تم راشد علوی کا نام نہ لیتے تو میں تمہیں گالیاں دیتے بغیر انکا چلا جاتا۔“

تمہاری سب سے بڑی خصوصیت صاف گوئی ہے.....!

تمہارے معاملے میں منافق ترین آدمی بھی بے حد صاف گوئی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ انور نے خشک لجھے میں کہا۔

”جھک مارتے ہیں سماں۔“

ایک میز منتخب کر کے بیٹھ گئے اور شااطر نے لہما۔ ”غالباً فرمائش کا بوجھ مجھ پر نہیں ڈالو گے۔“

انور سے تیز نظر وہ سے دیکھتا ہوا بولا! ”صرف کافی چلے گی!“

میں تو سمجھا تھا کہ کیفے جمال کی کوئی خصوصیت تمہیں اس طرف لائی ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ تم آج کل بے حد علمی کی زندگی بسر کر رہے ہو.....! خیر میں تمہارے علم میں اضافہ ضرور کروں گا۔ کیفے جمال اپنے سموسوں کی وجہ سے مشہور ہے!

انور نے سڑا سامنہ بنایا کہا ”صرف اپنے لیے منگو والو،“

”یہ ہوئی نبات۔“ شااطر نے کہا اور اشارے سے ویٹر کو بلا کر آرڈر پلیس کرنے لگا۔ انور بیزاری سے دوسرا طرف دیکھنے لگا۔ ویٹر کے چلے جانے کے بعد اسے گھورتا ہوا بولا۔ ”اب شروع ہو جاؤ۔“

قصہ شہزاد اور راشد علوی کا ہے۔

کیا پھر دونوں الجھے تھے؟

اوہو.... تو تمہیں شاید یہ بھی نہیں معلوم کہ راشد نے شہزاد کو اپنی فلم شہسوار کے لیے کاست کیا تھا.....!

نہیں مجھے اس کا علم نہیں! میں تو یہ سمجھا تھا کہ دونوں ایک دوسرے کی شکل بھی نہیں دیکھیں گے۔

ان دونوں راشد کی مالی حالت کسی قدر سقیم تھی! فائنسر اس پر زور دے رہا تھا کہ ہیرو کے لیے شہزاد کو کاست کیا جائے۔ اسٹنٹ فلموں میں اے ون جارہا ہے۔ دوسروں نے بھی سمجھایا کہ تعلقات اپنی جگہ پر کاروبار اپنی جگہ پر دشمن کی وجہ سے اگر کوئی فائدہ پہنچ رہا ہو تو اسے نظر انداز نہ کرنا چاہیے۔ بہر حال وہ بے کاری سے اتنا تنگ آیا وہا تھا کہ اسے فائنسر کی بات مان لئی پڑی۔

تکلیف دہ بات ہے!

یہاں ایسا ہی کچھ ہوتا ہے۔ کسی کی بھی اکڑ زیادہ دونوں تک برقرار نہیں رہ سکتی۔ حالات جھکنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ ورنہ پھر پیشہ ہی ترک دیا جائے۔ چلو خیر.... تو پھر کیا ہوگا....!

ٹے پایا کہ آؤٹ ڈورشوٹنگ پہلے ہی نہادی جائے.....! زیادہ تر سینے جنگلوں اور پیاروں میں فلمائے جانے والے تھے۔ اس کے لیے انہوں نے پیاری کے جنگلوں کا انتخاب کیا جہاں پیاریاں بھی ہیں۔

شاطر خاموش ہو کر منہ چلانے لگا۔ کیونکہ ویٹر گرم سموسوں کی پلیٹ میز پر رکھ رہا تھا۔

”کافی جھوڑی دیر بعد انا.....“، اس نے مضطربانہ انداز میں ویٹ سے کہا۔ بہت اچھا جناب! ویٹ نے کہا اور میز کے پاس سے ہٹ گیا۔

ہوں..... تو اب تم کھاہی لو۔ انورا سے کہیں تو نظر وہن سے دیکھتا ہوا بولا۔

نہیں..... وہ منہ چلاتا ہوا بولا۔ ”باتیں بھی غوتی رغیس غی!“

میری سمجھ میں نہیں آئیں گی..... انور نے خشک لجھے میں کہا۔

اور شاطر سعادتمندانہ انداز میں سر ہلا کر سموسوں پر ہاتھ صاف کرتا رہا۔

خدا خدا کر کے سمو سے ختم ہوئے اور شاطر نے ہاتھ ہلا کر کافی لانے کا اشارہ

کیا..... پھر انور سے بولا۔ ”لبی رشیدہ کے کیا حال ہیں!“

ہم صرف اسی موضوع پر گفتگو کریں گے جس کے لیے یہاں آئے ہیں! انور

نے سخت لجھے میں کہا۔

یا تم آدمی ہو یا مشین.....!

مشین بن کر ہی آدمی، آدمی رہ سکتا ہے..... ورنہ کتا ہو جاتا ہے۔

نیا فلسفہ.....!

تمہیں نیا ہی معلوم ہو گا ورنہ آدم سے تباہیں دم اسی بات کی کوشش ہوتی رہی

ہے۔

موضوع سے ہٹ رہے ہو۔ شاطر نہ س کر بولا۔

یہ مشین کی آواز تھی۔ موضوع سے نہیں ہٹا۔

ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ پتاری کے جنگل میں یونٹ نے شوٹنگ کا آغاز کیا ہی

تھا کہ یہ حادثہ پیش آگیا تھا.....! مجھے تو حادثہ ہی کہنا چاہیے کیونکہ میں بھی راشد علوی

کو اتنا برا آدمی نہیں سمجھتا!۔

راشد علوی کی طرف سے شکریہ۔ اب تم جلدی سے اصل بات بتاؤ۔ انور بولا۔

لیکن شاطر ”اصل بات“ بتانے کی بجائے ویژہ کی طرف متوجہ ہو گیا جو کافی کی

ڑپے لے آیا تھا۔

انور کی آنکھوں میں جھنجھلا ہٹ کے آثار تھے لیکن وہ ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا

رہا۔

شااطر نے پیالیاں سیدھی کیں اور شکر دان کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ انور اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بولا ”مٹھرو.....!“

شااطر نے نہ کہا ”کافی اندیلنے سے قبل ہی میں اپنی بات ختم کر دوں گا۔“
تمہارے حق میں یہی بہتر ہو گا۔

تو ہوا یہ انور صاحب کہ شہزادا پنچھوڑے سمیت مر گیا اور راشد علوی حرast میں ہے!

کیا بات ہوئی.....!

بات ختم ہو گئی اب مجھے کافی اندیلنے کی اجازت دو۔ اس نے کافی پاٹ انھا کر پیالی پر جھکاتے ہوئے کہا۔

میرے ساتھ کسی فتحم کی ایکیوئی تمہیں بہت مہنگی پڑے گی۔

میں جانتا ہوں! لیکن یقین کرو مجھے تفصیل کا علم نہیں۔ بس اتنا ہی جانتا ہوں کہ سوار اور گھوڑے دونوں کی بڑیاں چور ہو گئیں اور راشد علوی حرast میں ہے۔

”کس تھا نے میں.....!“

ابھی تک مجھے اس کا بھی علم نہیں ہو سکا.....!

اسٹوڈیو کے چالک پر کیسی بھیز تھی۔

شہزاد کی جدید ترین محبوبہ کمپاؤنڈ میں پچھاڑیں کھا رہی تھیں۔ اسے چھوڑی دیر پہاڑی اس واقعہ کی اطلاع ہوئی ہے۔ اسٹوڈیو دوڑی چلی آئی تاکہ یونٹ کے لوگوں سے تفصیل معلوم کر سکے۔

تمہیں یقین ہے کہ راشد علوی حرast میں ہے۔
میں نے سنائے۔

مجھے تفصیل کس سے معلوم ہو سکے گی

پروڈکشن نیجر سے۔ وہ اسموڈیو میں موجود ہے!

اور سمو سے تم نے کھائے ہیں کافی تم زہر مار کر رہے ہو۔ انور نے جھاکر کہا۔

”میرا رزق صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ کبھی شریفوں کو ذریعہ بناتا ہے اور کبھی حرام خوروں کو۔“

دل تو چاہتا ہے کہ انھوں اور چل دوں۔

خدا کی قسم جیب بالکل خالی ہے بہت ذلیل ہونا پڑے گا ایسی حرکت ہرگز نہ کرنا۔ اشاطر نے گرد بڑا کربولا۔

انور اٹھ کر کاونٹر پر گیا۔ کافی اور سموسون کی قیمت ادا کر کے باہر لگا چلا آیا۔ اس کی موڑ سائکل اب پھر اسموڈیو کی طرف جا رہی تھی۔

پروڈکشن نیجر تک بھی پہنچ گیا۔ لیکن اس نے اس سلسلے میں کچھ بتانے سے معدود رہی ظاہر کی۔

”میں مجبور ہوں جناب! اس نے کہا! پولیس کی بدایت ہے کہ اس سلسلے میں کسی سے کوئی بات نہ کروں!“

راشد کس تھانے میں ہے!

مجھے علم نہیں.....!

سنودوست! میں یہ معلومات روپرٹنگ کے لیے نہیں حاصل کرنا چاہتا۔ راشد علوی سے میری قریبی تعلقات ہیں شاید میں اس کی کچھ مدد کر سکوں۔

پروڈکشن نیجر نے اسے غور سے دیکھا اور ٹھنڈی سانس لے کر بولا ”کوئی بھی اس بیچارے کی کوئی مدد نہیں کر سکے گا۔“

کیوں؟ کیا راشد نے اسے قتل کیا ہے۔

پھر؟ انور نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

حالات جناب.....!

کیسے حالات.....؟

بڑی عجیب بات ہے کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ کے راشد سے قریبی تعلقات
ہیں لیکن حالات کا علم نہیں ہے آپ کو۔

دونوں کے درمیان دشمنی تھی میں جانتا ہوں۔

بس تو پھر صاف ظاہر ہے کہ اسے فلم میں کاست کرنا بھی سازش ہی کا ایک حصہ
تھا یہ میرا خیال نہیں ہے دنیا یہ سمجھے گی۔

میں نے کچھ بھی نہیں دیکھا! میں گاڑی پر نہیں تھا۔

”کس گاڑی پر.....!“

جس پر کمرہ تھا..... ہم نیچے تھے۔ گاڑی چڑھائی پر تھی اور شہزاد کا گھوڑا اس سے
بھی اونچائی پر جا رہا تھا۔

گاڑی پر کون کون تھا۔

صرف کمرہ میں..... اور راشد صاحب! راشد صاحب گاڑی کو ڈرائیور بھی کر
رہے تھے۔ ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا گاڑی پر۔
آپ نے فارس کی آواز سنی تھی.....! انور نے پوچھا۔

فارس کی آواز۔ اس نے حیرت سے کہا۔ پتا نہیں کیسی کیسی افواہ میں پھیل رہی ہیں!

”اوہ..... تو یہ افواہ ہے.....!“

قطعی افواہ ہے جناب..... وہ گولی سے نہیں مرا۔ بس اس کی اور گھوڑے کی
ہڈیاں چور ہو گئیں۔

اچھا تو شاید وہ گھوڑے کو قابو میں نہ رکھ سکا ہوگا۔ گھوڑے سمیت کھڈ میں گر گیا۔

ہرگز نہیں، گھوڑے کی دوڑتے دوڑتے بیٹھ گیا تھا اور شہزاد تو گھوڑے سے گرا
بھی نہیں تھا۔ گھوڑے کی پشت ہی پر ختم ہو گیا تھا۔ ہم نے نیچے سے صاف دیکھا تھا
پھر اور پہنچ تو اس کی لاش گھوڑے کی پشت ہی پر پڑی نظر آئی تھی۔

گاڑی کتنے فاصلے سے چل رہی تھی۔

بہت فاصلہ تھا وہ نوں کے درمیان۔ لانگ شاٹس لیے جا رہے تھے۔
کیمرہ میں سے کہاں ملاقات ہو سکے گی؟

راشد صاحب کے ساتھ وہ بھی حرast میں ہے.....!

یہ کس سے معلوم ہو سکے گا کہ راشد نے شہزادوں کو کیوں کاست کیا تھا۔

میرا خیال ہے کہ شاید راشد صاحب کے علاوہ اس کے بارے میں کوئی کچھ نہ بتا سکے گا۔

آخر کس بنابر پولیس نے آپ کو اس سلسلے میں گفتگو کرنے سے روک دیا تھا.....!
میں کیا جانوں۔ مجھ سے یہی کہا گیا تھا۔
کس نے کہا تھا۔

پہلے آپ بتائیے کہ آپ کون ہیں.....!

میں اشار کا کرامہ رپورٹر ہوں.....!
اور آپ نے وہو کے سے یہ ساری باتیں معلوم کر لیں! وہ آنکھیں نکال کر
بولا۔ میں کہہ چکا ہوں کہ یہ معلومات رپورٹر کے لیے نہیں حاصل کرنا چاہتا۔ راشد
کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔ انور نے آہستہ سے کہا۔
معاف سمجھنے گا۔ اب میں کچھ نہیں بتا سکتا۔

صرف اس آفیسر کا نام جس نے آپ کی زبان بندی کی ہے!

معافی چاہتا ہوں۔ کہتا ہوا وہ دوسری طرف مڑ گیا۔!

اس کے بعد انور نے یونٹ کے دوسرے افراد سے بھی پوچھ چکھ کی تھی۔ لیکن
معلومات کا سلسلہ آگے نہ بڑھ سکا۔ کوئی بھی نہیں بتا سکا تھا کہ فلم ڈائریکٹر راشد علوی
کو کہاں حرast میں رکھا گیا ہے۔ نہ یہی معلوم ہو سکا کہ کس کے حکم سے اس
معاملے میں اتنی رازداری برقراری جارہی ہے۔!

پولیس ہیڈ کوارٹر سے فون پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی لیکن اسٹوڈیو کے ایکس
چینج میں کسی خرابی کی بنا پر یہ بھی ممکن نہ ہوا۔

والپسی میں پھر شاطر سے مدد بھیڑ ہو گئی نہ کر بولا! ”ٹھہرو.....! رو.....“
انور نے گاڑی روک کر پیر نیچے لا کا دینے اور اسے کھا جانے والی نظروں سے
گھورنے لگا۔

یہ تو تمہیں معلوم ہی نہ ہو سکا ہو گا کہ راشد کو رکھا کہاں گیا ہے۔ اس نے شرارت
آمیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

معلوم ہو جائے گا.....! انور نے کہا اور سامنے سے ہٹ جانے کا اشارہ کیا۔
انہیں سمجھا دیا گیا ہے کہ پولیس رپورٹر زکوئی انفارمیشن نہ دیں!
کس نے سمجھا دیا ہے!

کرنل فریدی کے اسنٹنٹ کیپٹن حمید نے.....!

اوہ.....! انور ہونٹ سکوڑ کر رہ گیا۔ پھر غریبیا ”ہٹو سامنے سے۔“

شاطر نیاز مندانہ انداز میں اپنا ہاتھ پیشانی کی طرف لے گیا اور موڑ سائیکل کو
راہ دیتا ہوا بولا۔ کبھی لمحہ بھی کراوت تو اس سے بھی زیادہ اہم اطلاعات فراہم کروں گا۔
انور کی موڑ سائیکل تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔!



پٹاری کا جنگل تین ہیلی کاپڑوں کی آوازوں سے گونج رہا تھا..... کرنل فریدی نے اپنے ہیلی کاپڑ سے دوسروں کو ہدایت دی! ”پہاڑیوں سے دور رہو! ان سے پر سے گذرنے کی ضرورت نہیں!“

اس ہیلی کاپڑ کو وہ خود ہی پاسیلٹ کر رہا تھا اور کیپٹن حمید دو رینن سے پہاڑیوں کے اس حصے کا جائزہ لے رہا تھا جہاں شہرا دا اور اس کے گھوڑے کو حادثہ پیش آیا تھا۔ ”بائیں جانب موڑئے!“ اس نے اوپنجی آواز میں کہا۔ ”چھڑ ڈگری کے جھکاؤ سے“ ناممکن ہے..... سامنے والی چٹان سے نکلا جائے گا! فریدی بولا۔ اچھا ساٹھ کے اینگل سے اوپر لے جائیے.....!

اس طرح بھی یہی صورت ہو گی..... تم دیکھ رہے ہو۔ یہاں چٹانوں کی بناؤٹ! تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم وہ زاویہ اختیار ہی نہیں کر سکتے۔ ”کس زاویے کی بات کر رہے ہو؟“ فریدی نے پوچھا۔ مطلب یہ کہ وہ جگہ نہیں دیکھ سکتے۔ جہاں حادثہ پیش آیا تھا۔ وہ جگہ ہم وہیں جا کر دیکھ چکے ہیں.....! تو پھر کیا بفضائی جھک مار رہے ہیں! حمید بڑا بڑا یا۔

فریدی دوسرے ہیلی کاپڑوں تک اپنی آواز پہنچانے لگا۔ کاشن! مشرق کی طرف سے چکر لے کر کمپ کی جانب نکل چلو۔ کمپ میں لینڈ کرنا ہے۔ ”اوکے.....! دوسرے ہیلی کاپڑوں سے آوازیں آئیں۔“ کمپہ چلنے دوں یا بند کر دوں.....! حمید نے پوچھا۔

جارہا تھا۔

اوہو....! تو ہم کمپ کی جانب نہیں جا رہے! حمید نے کہا۔
نہیں،

حمید نے طویل سانس لی اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ آخر اس کیس کے سلسلے میں اتنے پا پڑ کیوں نہیں جا رہے ہیں۔ راشد علوی اور شہزاد کے درمیان پائی جانے والی دشمنی کا تعلق ایک عورت کی ذات سے تھا۔ لہذا سب کچھ ممکن تھا۔ شہزاد ہی نہیں بلکہ اس کے گھوڑے تک کی ہڈیاں چور ہو سکتی تھیں اور ہو گئی تھیں۔ اس نے شہزاد کی لاش بھی دیکھی تھی اور گھوڑے کی بھی۔
وہ پامپ میں تمبا کو بھر جانے کا فریادی نے کہا۔ لینڈ کرنے کے بعد تم پامپ سلاگاوے گے۔

مجھے علم نہیں کہ آپ کتنی دیر بعد لینڈ کریں گے.....!
وہ منٹ بعد!

بہت بہتر..... لیکن کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اس اڑان کی کیا ضرورت تھی!
ڈھانوں کا فضائی جائزہ۔

جائزے کا فائدہ.....؟ حمید نے سوال کیا۔
کاغذات کی خانہ پری!

میں سمجھا تھا کہ شاید آپ کو راشد کے بیان پر یقین آگیا ہے۔
اس کے بارے میں فی الحال میری کوئی رائے نہیں ہے۔
کیا بات ہوئی.....!

کے نہ کرام گزار کے ۷ جولائی ۲۰۱۴ء

میں تمہیں ویسی ہی تین لاشیں اور دکھانا چاہتا ہوں۔
کیا مطلب!

ہم وہیں جا رہے ہیں جہاں تم انہیں دیکھ سکو گے!
وہ تین افراد کون ہیں.....

اس علاقے کی پولیس فورس سے ان کا تعلق تھا! اسی سلسلے میں دیکھ بھال کے لیے پیاری پر چڑھتے تھے اور پھر ان کی لاشیں بھی اسی حال میں پائی گئیں۔
یعنی ہڈیاں چور ہو گئی تھیں۔

تم دیکھی لو گے۔ فریدی نے کہا اور ٹھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا۔ پہلے میرا بھی یہی خیال تھا کہ راشد اور کیمرہ میں دونوں جھوٹے ہیں اور شہزاد کسی سازش کے تحت مارا گیا۔ ظاہر ہے راشد اور شہزاد ایک دوسرے کے دشمن تھے اور راشد کی دشمنی تو مسلم تھی کیوں کہ شہزاد نے اس کی بیوی کو ورگا کر دنوں میں علیحدگی کرادی تھی اور پھر عرصہ تک اسے اپنی داشتہ بناتے رکھا تھا۔
سینے! حمید دفعتاً چونک کر بولا۔ ”یقیناً کیمرہ اس وقت بھی چلتا رہا ہو گا۔ جب حادثہ پیش آیا تھا،“

ہاں اور میں پہلے ہی اس کا انتظام کر چکا ہوں کہ اس وقت کی شوٹنگ کے روپ نہ مچھ تک پہنچ جائیں۔ خود راشدی نے اس کی طرف توجہ دلائی تھی۔
ہیلی کا پڑ جنگل کی حدود سے نکل آیا تھا اور اب اس کی پرواز شمال مشرق کی جانب جاری تھی۔ ”لاشیں کرو چنا کی پولیس چوکی پر موجود ہیں۔“ فریدی نے کہا میری معلومات کے مطابق وہ بھی وہیں پائی گئی تھیں جہاں شہزاد کو حادثہ پیش آیا تھا، حمید کچھ نہ بولا۔ اس کی آنکھیں گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

کرو چنا کی پولیس چوکی کے سامنے والے میدان میں فریدی نے ہیلی کا پڑا تارا اور دونوں نیچے اتر کر عمارت کی طرف بڑھے۔ ہیلی کا پڑ کی آواز سن کر چوکی کا

انچارج پہلے ہی باہر نکل آیا تھا۔ انہیں سیلوٹ کر کے بولا۔ ”وہ غائب ہو گیا جناب!“

کون؟ فریدی نے سوال کیا؟

چوتھا سپاہی!.....!

کہاں غائب ہو گیا۔ میں نے تمہیں مطلع کیا تھا کہ اسے موجود ہنا چاہیے۔

میں نے اسے آگاہ کر دیا تھا جناب!

کیا وہ اس چوکی کا سپاہی نہیں تھا!

یہیں کا تھا جناب۔ اب میں تھہارہ گیا ہوں۔ میرے ساتھ چار سپاہی

تھے۔ تین ختم ہو گئے اور چوتھا!

کتنی دیر سے وہ یہاں نہیں ہے۔

دو گھنٹے ہو گئے جناب۔

ہو ستا ہے کہیں چلا گیا ہو واپس آجائے۔

خدا جانے! مجھے اس کی قسمی حالت ٹھیک معلوم نہیں ہوتی تھی۔

تم بھی بہت زیادہ پریشان نظر آ رہے ہو!

ظاہر ہے جناب۔ تین لاشیں۔ وہ مرکز کر عمارت کی طرف دیکھنے لگا۔

چلو اندر چلو۔ فریدی اس کا شانہ ٹھیک کر بولا۔

وہ اس کے آفس میں آئے اور فریدی نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

تم یہیں بیٹھو! ہم خود لاشیں دیکھ لے گے۔ کہاں ہیں!

اس نے بائیں جانب والے دروازے کی طرف ہاتھ اٹھا دیا۔

وہ دونوں اس کمرے میں جہاں لاشیں فرش پر پڑی ہوئی تھیں اور انہیں

چادروں سے ڈھانک دیا گیا تھا!

تحوڑی دیر بعد حمید نے کہا ”باکل ولیسی ہی حالت ہے جیسی شہزاد کی لاش کی

تھی۔“

فریدی جو بڑے انہاک سے ان کا جائزہ لے رہا تھا سراٹھا کر بولا۔ کسی اونچی جگہ سے گرنے پر ہڈیاں اس طرح نہیں ٹوٹتیں۔

حمدید کچھ نہ بولا۔ اور وہ پھر انچارج کے کمرے میں واپس آگئے۔

لاشیں یہاں تک کس طرح لائی گئیں۔ فریدی نے انچارج سے سوال کیا۔

وہ جیپ میں گئے تھے! جیپ کو اس راستے پر لے گئے جہاں سے فلم والوں نے شونگ کی تھی۔ گاڑی روک کر ان میں سے تین اس جگہ پیدل گئے جہاں گھوڑا سورہ بیر و کو حادثہ پیش آیا تھا۔ چوتھا یعنی جوز ندہ بچا ہے جیپ ہی میں بیٹھا رہا۔ پھر اس نے ان تینوں کو گرتے اور مرتے دیکھا! وہ خوفزدہ ہو کر پلت آ۔ مجھے اطلاع دی۔ بہت بری حالت ہو رہی اس کی اس لیے میں نے تو اسے یہیں چھوڑا اور محکمہ جنگلات کے کچھ لوگوں کو لے کر وہاں پہنچ گیا۔ پھر انہی کی مدد سے لاشیں یہاں انھوں والیا تھا۔

اس نے انہیں کس طرح گرتے دیکھا تھا۔ فریدی نے سوال کیا۔

ڈھنگ سے کچھ بھی نہیں بتا سکا!

اس کے کہاں تلاش کیا جائے۔ فریدی نے پوچھا۔

آپ نے دیکھا ہو گا کہ یہاں سے قریب ترین بستی کا فاصلہ بھی پانچ میل سے کم نہیں ہے اور وہ جہاں بھی گیا ہے پیدل گیا کیونکہ جیپ موجود ہے لیکن اس کی حالت ایسی نہیں تھی کہ ایک میل بھی پیدل چل سکے۔

پانچ میل کے فاصلے پر کوئی بستی ہے۔

محکمہ جنگلات کے ماز میں کے کوارٹرز ہیں۔

وہاں کسی سے اس کی شناسائی ہے۔

سبھی سے ہے.....! کبھی وہ لوگ ادھر آ جاتے ہیں۔ کبھی ہم میں سے کچھ ادھر چلے جاتے ہیں۔

سپاہی کا نام کیا ہے؟
مبارک علی.....!

”اچھی بات ہے! فریدی اٹھتا ہوا بولا! ہم دیکھتے ہیں تمہاری جیپ لے جا رہے
ہیں۔“

”ضرور.... ضرور....“ جناب..... لیلی..... لیکن یہ لاشیں۔!

جلد ہی یہاں سے اٹھ جائیں گے بے فکر ہو۔!

ہیلی کا پڑرو ہیں چھوڑ کر وہ جیپ میں روانہ ہوئے۔ حمید ڈرائیور کر رہا تھا۔

میں نے تو نہیں دیکھی وہ بستی! اس نے کہا۔

بس سیدھے چلتے رہو۔ میں بتاؤں گا۔

آخر آپ ان اموات کے سلسلے میں کس نتیجے پر پہنچے ہیں!

کسی بھی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا! فی الحال اس نکتے پر غور کر رہا ہوں کہ شہزادی کی لاش
وہاں سے کچھ لوگوں نے ہٹانی تھی لیکن وہ محفوظ رہے۔ پھر یہ تینوں لاشیں بھی ہٹانی
گئیں لیکن لاشیں ہٹانے والے کسی حادثے کا شکار نہیں ہوئے اور میں بھی اس جگہ کا
جاڑزہ لے چکا ہوں کچھ دری وہاں ٹھہرا بھی تھا۔

بہتر ہے! اب کسی عامل روحانی سے رجوع کیجئے۔

فضول باتیں مت کرو۔

پھر اور کیا کہوں۔

وہ علاقہ عرصہ سے مشکوک ہے۔

میں نہیں سمجھتا۔

پچھلے سال تیل تلاش کرنے والی ایک ٹیم کو بھی ایسے ہی حالات سے دو چار ہونا
پڑا تھا۔ لیکن میں تو پچھلے سال ایسی کوئی حیرت انگیز خبر نہیں سنی تھی۔

جانی نقسان نہیں ہوا تھا۔ ان کی کچھ گاڑیاں حیرت انگیز طور پر ٹوٹ پھوٹ گئیں

تحمیں۔ اور اس ٹوٹ پھوٹ کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ حمید نے سوال کیا۔

ہوں.....! فریدی ونڈا اسکرین پر قلعہ جمائے ہوئے بولا۔ اب باسیں جا جب موڑ لو! اگر وہ اس بستی میں بھی نہ ملا تو.....؟

صبر کریں گے۔ فریدی نے کسی قدر تلغیہ میں کہا اور حمید کو ایسے انداز میں دیکھنے لگا جیسے اس کا یہ سوال قطعی غیر ضروری رہا ہو۔

آٹھ یا دس کوارٹروں اور چند جھونپڑوں پر مشتمل اس چھوٹی سی بستی میں پہنچ کر جیپ رکی ہی تھی کہ چھوٹے چھوٹے بچے گھروں سے نکل اور ناٹ کے پردوں سے متعدد آنکھیں جھانکنے لگیں۔ جلد ہی ایک ایسا آدمی مل گیا تھا جو کر دھنا چوکی کے پانچوں افراد سے واقفیت رکھتا تھا۔ اس نے بتایا کہ مبارک علی بستی میں نہیں آیا۔ بستی والوں کو دونوں خادشوں کی خبر ہوئی تھی۔

جناب عالی! اس آدمی نے کہا ”وہاں کوئی بدروج بہت عرصے سے اپنا اڈہ بنائے ہوئے ہے۔ کتنے ہی مویشی اسی طرح ہلاک ہو چکے ہیں۔“

حمدید نے ہونٹ بھینچ کر طویل سانس لی اور جیب میں پڑے ہوئے پامپ کو ٹھوٹنے لگا۔

”چراو ہے تو دور ہی دور رہتے ہیں!“ وہ آدمی کہہ رہا تھا پتا نہیں کتنا بھیڑیں حیرت انگیز طور پر مر گئیں۔ لیکن کوئی ادھر دھیان ہی نہیں دیتا۔ اب شاید کوئی انتظام ہو جائے۔ کیونکہ اب آدمی بھی وہاں محفوظ نہیں رہا۔

مبرک علی یہاں بھی نہیں ملا تو اب کہاں مل سکے گا! فریدی نے پوچھا۔

اسٹمنٹ فارسٹ آفیسر کے دفتر میں بھی دیکھ یجھے! چوکی والے وہاں بھی بیٹھتے ہیں۔

کے ماتھے پر شکنیں پڑ گئیں۔ لیکن کچھ بولانہیں۔ جیپ اسٹمنٹ فارست آفیسر کے دفتر کی طرف جا رہی تھی۔

اس قسم کے قصیے ہمارے ہی مقدار میں لکھ دیئے جاتے ہیں۔ حمید بڑا لیا،
تم آخر چاہتے کیا ہو۔!
زم زرم بستر..... اور.....!
شٹ اپ۔!

مبارک علی آسانی سے مل جانے کے لیے نہیں غائب ہوا۔
ہو سکتا ہے اسے بھی کوئی حادثہ پیش آگیا ہو! فریدی نے پنکلر لجھ میں کہا۔
لہذا اٹگ و دفعوں ہے۔!

چیزیں کارہ ہو چکے ہو۔ فریدی نے کہا اور۔ گار سلا گانے لگا۔
اسٹمنٹ فارست آفیسر کے دفتر میں انہیں مبارک علی کی لاش ملی۔ لیکن یہ لاش
ویسی نہیں تھی۔ جیسی وہ کچھ دیر پہلے پولیس چوکی میں دکھ چکے تھے۔
اسٹمنٹ فارست آفیسر کہہ رہا تھا ”بس جناب یہ آیا ایک کلاس پانی پیا اور فوراً
ہی سینے میں شدید درد کی شکایت کی آرام کری پر لیٹا اور ختم ہو گیا۔“
یہاں تک کس طرح پہنچا تھا؟ فریدی نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔
سا سیکل پر آیا تھا۔

لیکن انچارج نے تو سا سیکل کا ذکر نہیں کیا تھا! حمید نے فریدی سے کہا۔ وہ زیادہ
تر پیدل ہی چلنے کی بات کرتا رہا تھا!

کچھ بتانے سے قبل ہی ختم ہو گیا تھا جناب!
کیا آپ کواس کے تینوں ساتھیوں کی موت کی اطاعت عمل چکی ہے۔
خوبیں..... تو۔! وہ خوفزدہ انداز میں بولا۔
وہ تینوں بھی مر چکے ہیں اور اس کی ذمہ داری سر اسر آپ لوگوں پر عائد ہوتی
ہے۔

جی میں خوبیں سمجھا۔

میرا مطلب تھا حکمہ جنگلات پر عائد ہوتی ہے۔
آخر کیوں؟ کس طرح!

چتلی پہاڑیوں والے علاقے کو آپ لوگوں نے ممنوعہ کیوں خوبیں قرار
دیا.....؟

تو کیا وہ تینوں وہیں.....
جی ہاں..... ان کی ہڈیاں ٹلوئے بلائے ہو گئی ہیں۔
اور وہ فلم والے بھی..... خدا یا یہ کیا ہو رہا ہے؟

آپ نے میرے سوال کا جواب خوبیں دیا۔ اسے ممنوعہ علاقہ کیوں خوبیں قرار دیا
گیا۔

وہاں سے کبھی کبھی مویشیوں کے ائتلاف جان کی اطاعت ملتی تھی۔ جسے غیر معمولی
خوبیں کہا جاستا تھا.....!

حمدید اسے عجیب نظروں سے دیکھے جا رہا تھا! دفعتا بولا! ”وہ گلاس کہاں ہے جس
میں اس نے پانی پیا تھا!“

گلاس..... گلاس وہیں ہو گا جہاں ہوتا ہے۔!
کہاں ہوتا ہے۔ حمید آگے بڑھتا ہوا بولا۔

وہ اس کے ساتھ اس جگہ پہنچا جہاں کئی ملکے پانی سے بھرے ہوئے رکھے تھے

تمین گلاس بھی تھے۔!

کس گلاس میں پیا تھا اور کس ملکے سے پانی نکالا تھا!
یہ بتانا تو مشکل ہے! کوئی اس کے پیچھے نہیں آیا تھا۔
کسی نے پانی پیتے دیکھا تھا۔
جی نہیں!

پھر آپ نے کیسے کہہ دیا کہ اس نے مرنے سے قبل پانی پیا تھا!
اس نے جب سینے میں درد کی شکایت کی تو بتایا تھا کہ ابھی ابھی پانی پیا ہے۔
اس کے بعد بھی کس نے ان ملکوں سے پانی پیا تھا!
مجھے علم نہیں!

ان ملکوں اور گلاسوں کو اب ہاتھ نہ لگایا جائے۔ حمید نے کہا۔
اوہ تو کیا آپ یہ گہنا چاہتے ہیں کہ پانی میں زہر ملا ہوا ہے۔۔۔ میرے دفتر کے
پانی میں۔! اس نے ناخوشگوار لمحے میں کہا۔
فریدی اس دوران میں خاموش کھڑا ان کی گفتگو مستار باتھا۔
ان کا پانی تجزیے کے لیے لے جایا جائے گا۔ برآہ کرم تمین بوتل میں فراہم کر
دیجئے۔ حمید نے کہا۔

”ضرور۔ ضرورا!“

ضابطے کی کارروائی ہے! فریدی نے زم لمحے میں کہا۔
جی ہاں میں سمجھتا ہوں! اس نے کہا اور بوتلوں کی فراہمی کے لیے وہاں سے چلا
گیا۔

حمدید نے گلاسوں کو اٹھا اٹھا کر سونگھا اور پھر رکھ دیا۔

تمہارا خیال غلط نہیں ہو سکتا! فریدی بولا۔ مرنے والے کے ہونٹ نیلے پڑ گئے
ہیں۔



کرامر پورٹ انور کی تگ و دو کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا تھا۔ فریدی یا حمید سے ملاقات نہیں ہو سکی تھی۔ لہذا ایک بار پھر نشووفا زاسٹوڈیو کا رخ کرنا پڑا۔

براح راست اسٹوڈیو کے میجر کے کمرے میں پہنچا تھا! یہاں اس ہیر و ن سے ملاقات ہوئی جس کے بارے میں شاطر سے معلوم ہوا تھا کہ ان دونوں شہزادوں کی نظر عنایت اس پر رہی تھی.....!

انور سے براح راست اس کا تعارف کبھی نہیں ہوا تھا لیکن شاید وہ انور کو پہچانتی تھی۔ اسے دیکھتے ہی مظہر بانہ انداز میں کری سے اٹھتی ہوئی بولی۔ اب شاید میں اپنی آواز پر لیں تک پہنچا سکوں..... انور صاحب آپ ایک ایماندار صحافی ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کو کوئی نہیں خرید سکتا۔

بیٹھئے بیٹھئے۔ انور نے کہا۔ خر کیا پر یہاں نہیں ہے۔

”میری کوئی نہیں سنتا سیٹھو یہاں تو بھی اندر ہونا چاہیے.....! یہ راشد اور شہزادو کی دشمنی کا معاملہ نہیں ہے یہ ویاں اور شہزادو کی دشمنی کا قصہ ہے!“ آرام سے بیٹھ جائیے اور پھر بتائیے کیا بات ہے۔

اسٹوڈیو کے میجر نے مظہر بانہ انداز میں انور کی طرف دیکھا لیکن انور اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

میں یہاں بات نہیں کروں گی۔ ہیر و ن بولی۔ کہیں اور چلنے.....!

جہاں دل چاہے.....

میرے آفس میں چلنے۔

یہاں آپ کا کوئی آفس بھی ہے؟

کیوں نہیں۔ میں خود بھی فلمیں پروڈیوں کر رہی ہوں۔

اوہ..... اچھا تو چلنے.....!

نیجہر سے انور کی شناسائی تھی۔ دونوں کی نظریں ملیں اور انور نے اس کی آنکھوں میں کچھ ایسا تاثر محسوس کیا جیسے وہ اسے اس کے ساتھ جانے سے باز رکھنا چاہتا ہو۔ لیکن وہ رکان نہیں تھا۔ ہیر وہن اسے اپنے دفتر میں لائی۔

دونوں آئنے سامنے بیٹھ گئے اور وہ عجیب نظروں سے انور کو دیکھتی رہی پھر بولی ”آپ بڑی دلکش شخصیت کے مالک ہیں مجھے حیرت ہے کہ آپ نے کبھی فلم کی طرف آنے کے بارے میں کیوں نہیں سوچا۔“

فضول باتیں سوچنے کا وقت ہی نہیں ملتا۔ ہاں آپ مجھے اس کیس کے سلسلے میں کیا بتانا چاہتی ہیں.....!

ویلانی حرام زادہ بہت دنوں سے میرے چکر میں ہے میں شہزاد کو چاہتی تھی۔ وہ میرا محبوب تھا۔ دنیا جانتی ہے اس لیے ویلانی اور راشد نے سازش کر کے اسے بات سمجھ میں نہیں آئی۔

وہ راشد کی فلم کا فائنسٹر ہے!
آپ کا مطلب ہے ویلانی.....!

جی ہاں۔ اس نے راشد کو مجبور کیا تھا کہ وہ شہزاد ہی کو ہیر و کاست کر لے آخر اسے کیوں نہیں لیا گیا حرast میں!

”شہزاد اور راشد کے درمیان دشمنی تھی۔“

ویلانی نے راشد کو اسی شرط پر فائنسس کیا تھا کہ وہ شہزاد ہی کو کاست کرے۔ اور سنئے! یہ سراسرا تہام ہے کہ شہزاد نے راشد کی بیوی کو ورغا یا تھا وہ کتیا خود ہی مر منٹی تھی شہزاد پر اور راشد سے طلاق لے لینے کے بعد ایک عرصہ تک شہزاد کو خراب و خوار رکھا تھا۔

تو آپ مجھ سے کیا چاہتی ہیں۔

یقین سمجھنے مestr انور میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہتی کہ آپ بھی فلم

اندھری سے مسلک ہو جائیں۔ ہم دونوں مل کر ایسی فلمیں بنائیں گے کہ بس۔ ابھی حال میں، میں نے ہیڈ لے چیز کا ایک ناول پڑھا ہے! ایک ایسے کرامم روپورٹ کی کہانی ہے جو اسمگرز کے ایک گروہ کے پیچھے پڑ گیا تھا۔ کیا کہانی تھی۔ اگر اسے لوگوں کو دے کر ڈراماتی تشكیل کی جائے مزہ آجائے۔

یہی اطلاع دینے کے لیے آپ مجھے یہاں لائی تھیں۔
اوہ ہاں تو وہ ویاناں سیئٹھے۔

بس انور ہا تھا انھا کر بولا۔ آپ کی چاہت بھی مشکوک ہے۔
میں نہیں سمجھی۔

آخر چاہت کا کیا انداز تھا۔

اچھا اچھا! میں سمجھی! اوہ نہ س کر بولی۔ لیکن مسٹر انور چاہت اپنی جگہ برنس اپنی جگہ
میں شہزادو اس کی زندگی میں چاہتی تھی۔

تو پھر ویاناں کو بھی جہنم میں جھوٹکئے۔ شہزادو اپنے نہیں آ سکتا۔ اگر وہ بھی گرفتار
ہو جائے۔

جب ہاں اور کیا؟

تو پھر میں چلوں.....

اب میرے گھر چلنے تاکہ آپ کو ہیڈ لے چیز کا وہ ناول دکھاسکوں۔
مجھے ہیڈ لے چیز سے کوئی دلچسپی نہیں ہے.....

خیر، خیر پھر سہی! اوہ ڈھنڈائی سے نہ س کر بولی! آپ بہت مصروف آدمی ہیں ویسے
خوبصورت مرد میری کمزوری ہیں۔

بیوقوف عورتیں میری کمزوری کبھی نہیں رہیں۔ انور نے کہا اور اس کے آفس
سے انکا چلا آیا۔ تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ اسٹوڈیو کا میجر تیزی سے اس کی طرف بڑھتا
وکھاتی دیا۔

مسٹر انور پلیز..... ایک منٹ! اس نے اسے آواز دی۔ انور کگیا!
بکواس ہے محض بکواس! اس نے قریب پہنچ کر کہا۔

میں نہیں سمجھا آپ کیا کہنا چاہتے ہیں! انور نے متوجرانہ انداز میں پلکیں
جچپکائیں! شاداں و یلانی کے بارے میں جو کچھ کہہ رہی تھی محض بکواس ہے! یلانی
نے محض مارکٹ و یلوکی بنار پر شہزاد کے کاست کیے جانے پر زور دیا تھا۔ قصہ دراصل
یہ ہے کہ شاداں نے اپنی ذاتی فلم کے لیے اس سے فائنس مانگا تھا لیکن اس نے
انکار کر دیا تھا۔

تو آپ چاہتے ہیں کہ میں اپنی رپورٹنگ میں یلانی کو کوئی اہمیت نہ دوں۔
میں چاہتا ہوں کہ آپ شاداں کے لگائے ہوئے الزام سے متعلق خاصی چھان
بنن کے بعد رپورٹنگ کریں۔

مشورے کا شکریہ میں خیال رکھوں گا۔

آپ کے لیے ایک اہم اطلاع اور بھی ہے۔ فالیاً آپ کے لیے کار آمد ہوا نیجہ
نے کہا۔
فرمائیے۔

کرنل فریدی نے اس روں کے روپ پر نفس طلب کئے تھے! جو شوٹنگ کے وقت
کیسے میں چل رہا تھا۔ لیکن وہ روں لیبارٹری سے غائب ہو گیا.....!
کس لیبارٹری سے!

گل پروس سے۔ اور گل پروس کا مالک رحیم گل شاداں کا بڑا بھائی ہے!
اوہ!

میں نے اپنا فرض سمجھا کہ آپ کو آگاہ کر دوں۔ راشد کے گرد جال بچھایا جا رہا
ہے وہ اتنا بر انہیں ہے کہ کسی کے خلاف اس کی دشمنی اسے قتل تک لے جائے۔
میں دیکھوں گا! انور نے کہا اور موڑ سائیکل اسٹارٹ کر کے اسٹوڈیو سے نکل

بھاگ -



اردو فینز داں کا



وہ دونوں کوٹھی میں داخل ہو کر بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ فون کی گھنٹی بجی! فریدی
نے ریسیور اٹھالیا۔

ہیلو!

کرنل صاحب! دوسری طرف سے آواز آئی۔
اوہ۔ انور.....

جی ہاں..... کیا راشد علوی آپ کی کسھڈی میں ہے!
ہوں۔ کیوں؟

کیا آپ نے اس مخصوص شوٹنگ کے روشن پرنس طلب کئے تھے!
ہاں کئے تھے! ابھی تک موصول نہیں ہوئے۔
نہیں موصول ہو سکیں گے۔
کیا مطلب.....!

نگینہ کارول لیبارٹری سے غائب وہ گیا۔
تمہیں کیسے معلوم ہوا۔

راشد علوی سے میرے مراسم ہیں اس لیے میں کل سے دوڑ ڈھوپ کر رہا
ہوں۔ آپ سے کئی بار فون پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر چکا ہوں
میں یہاں نہیں تھا۔

کیا میں آسکتا ہوں.....!

آ جاؤ۔ فریدی ریسیور کریڈل پر رکھ کر حمید کی طرف مڑا۔
آپ نے اسے کیوں بلا�ا ہے۔ حمید نے پوچھا۔

وہ خود آنا چاہتا ہے میں نہیں بلا�ا ہے اس نے اطلاع دی ہے کہ وہ لیبارٹری
سے غائب ہو گیا ہے جس کے روشن پرنس میں نے منگوائے تھے۔

اس کی اطاعت کیوں کر ہوئی کہ آپ نے رش پرنس مغلوائے تھے۔
میں نہیں جانتا۔

اچھی بات ہے! میں جا کر خبر لیتا ہوں گل پرسوس والوں کی.....!
ضرور خبر لو۔ فریدی لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دے کر بولا۔

حمدید فرار چاہتا تھا دودن سے سکون نصیب نہیں ہوا تھا۔ انور کے آتے ہی پھر
وہی قضیہ چھڑ جاتا۔

وہ اپنے کمرے میں آیا اور لباس تبدیل کرنے لگا۔ عجیب سی وحشت ذہن پر
طاری تھی..... اس کیس کی طرف سے دھیان ہٹانا تھا لیکن کامیاب نہیں ہوتا تھا کیا
سپاہی مبارک علی اس لیے مر گیا کہ جو کچھ اس نے دیکھا تھا کسی اور کونہ بتا سکے! ادھر
نگیڈو کا وہ روپ لیباڑی سے غائب ہو گیا جو حادثے کے دوران کیمرے میں چلتا
رہا تھا..... گویا اس میں بھی کوئی ایسی چیز تھی جو سبینہ حادثے کی وجہ پر روشنی ڈال
سکتی!

وہ لباس تبدیل کر کے کمرے سے بکا اور باہر جا رہا تھا کہ فریدی نے آواز دی
اور وہ پھر لیونگ روم کی طرف گھوم گیا!

”گل پرسوس کے پورے عملے کو چیک کرنا۔“ فریدی نے کہا۔

”دو حصہ کی شیشی اور نیکین بھی ساتھ کر دیجئے،“ حمید بھنا کر بولا۔

دفع ہو جاؤ!

وہر ہا کر چل دیا ”جیسے دفع ہو جاؤ“ نے بغیر تو انہی میں کمی واقع ہو جاتی.....
گل پرسوس اسی سڑک کی ایک عمارت میں واقع تھا جس پر نشوفار اسٹوڈیوز کی
عمارات تھیں۔ حمید کی گاڑی عین پرسوس کے دفتر کے سامنے جا رکی..... لیکن وہ
گاڑی سے اتر انہیں انجن بند کر کے بیٹھا عمارت کو گھوڑتا رہا۔ سوچ رہا تھا کہ اسے
رجیم گل سے کس طرح پیش آنا چاہیے کیونکہ وہ انڈسٹری کا دادا بھی کہا اتا تھا۔ شہر کے

متعدد بڑے بدمعاش اس کے گرد پھرتے تھے۔ خود وہ بھی دیو پیکر قسم کا آدمی تھا۔
بزنس بھی دھنس دھڑلے کی بنا پر کرتا تھا ورنہ اس پاس کئی لیبارٹریاں اور بھی تھیں۔
حمدید گاڑی سے اتر کر آفس میں پہنچا۔

لیبارٹری انچارج سے ملاقات ہوئی۔ خود رحیم گل اس وقت موجود نہیں تھا۔
حمدید نے رش پرنس کے بارے میں استفسار کیا۔

ہمیں وہ روں موصول نہیں ہوا جس کا آپ ذکر کر رہے ہیں! اس نے کہا اور حمید
نچا ہونٹ دانتوں میں دبا کر رہ گیا عقابی نظریں لیبارٹری انچارج کے چہرے پر جھی
ہوئی تھیں۔

آپ تو اس طرح دیکھ رہے ہیں جناب جیسے میں غلط بیانی سے کام لے رہا
ہوں۔

لیبارٹری انچارج نے کہا۔

رحیم گل کہاں ہیں! حمید نے خشک لبجھ میں پوچھا۔
مجھے علم نہیں!

وہ جسرا لاوجس میں روزانہ کا اندر ارج کرتے ہو.....!

جی ہاں..... رجسٹر بھی دیکھ لیجئے۔ انچارج دوسرا میز کی طرف بڑھتا ہوا بولا اور
اس پر سے ایک رجسٹر اٹھا کر حمید کے سامنے رکھ دیا۔
کل سے آج تک کے مندرجات دکھاؤ۔
وہ رجسٹر کے ورق اٹھنے لگا۔

یہ دیکھئے یہاں سے کل کے اندرجات کی ابتداء ہوئی ہے۔ انچارج نے نشاندہی
کی۔

حمدید نے بغور جائزہ لے ڈالا لیکن آرے پروڈکشن کا کوئی اندر ارج نہ ملا۔
لیکن پروڈکشن نیجر نے اطلاع دی تھی کہ روں یہیں دیا گیا ہے۔ حمید نے کہا۔

خدا جانے جناب..... اگر یہاں دیا ہو گا تو اس کے پاس رسید ضرور ہو گی! اس نے بیزار سے کہا۔

ٹھیک ہے میں دیکھتا ہوں.....! حمید نے کہا اور دفتر سے باہر آگیا۔ راشد علوی کا کام رک گیا تھا۔ ضروری نہیں تھا کہ اس کے پروڈکشن فیجیر سے اسموڈیو بی میں ملاقات ہو جاتی۔ پھر بھی وہ نشو فاز اسموڈیو ز کی طرف روانہ ہو گیا۔

یہاں اسموڈیو کے فیجیر سے ملاقات ہوئی اور اس نے بتایا کہ راشد علوی کے دفتر میں تالا پڑا ہوا ہے۔ اس کے یونٹ کا کوئی آدمی اس وقت اسموڈیو میں نہیں مل سکے گا اور پھر خود اسی نے حمید سے پوچھ لیا! کیوں جناب اس روں کا سراج ملایا نہیں؟ حمید چونک کرائے دیکھنے لگا اور وہ جلدی سے بولا! کیوں کیا میں نے کوئی غلط بات پوچھ لی ہے جناب۔

قطعی نہیں، حمید نے سر کو منی جنپش دے کر کہا! تو یہ بات خاصی مشہور ہو گئی ہے؟ میں نہیں جانتا کہ کیسے مشہور ہوئی! فیجیر ٹھپٹا کر بولا اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔ لیکن گل پرسوس والے کہتے ہیں کہ روں ان کے یہاں سرے سے پہنچا ہی نہیں۔ حمید اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

بڑی عجیب بات ہے.....!

میں نے رجسٹر بھی دیکھا ہے! اس روں سے متعلق کوئی اندر ارج نہیں ملا۔ تو انہوں نے صاف انکار کر دیا! فیجیر نے متین اندراز میں پوچھا! ظاہر ہے! تبھی تو مجھے راشد کے پروڈکشن فیجیر کی تلاش ہے!

مارا گیا یچارا!

کیا مطلب!

رجیم گل کے ڈر سے سچی بات نہ بتا سکے گا اور دوسری طرف سے آپ لوگ اس کی گرد دبا سکیں گے۔

رسید تو ہو گی اس کے پاس۔

بہترے کاموں کا اندر اج سرے سے ہوتا ہی نہیں۔ پھر رسید کیسی۔ اگر میرا
نام منظر عام پر نہ آئے تو میں بھی کچھ بتاؤں آپ کو....!
ضرور.... ضرور.... میں غیر شادی شدہ ہوں....!
جی میں نہیں سمجھا!

شادی شدہ لوگوں سے راز کی باتیں نہیں کہی جاتیں۔ وہ اپنی بیویوں کو بتاتے
ہیں اور بیویاں پڑوسنوں تک پہنچا دیتی ہیں۔ اس طرح شہر میں ڈھنڈو راپٹ جاتا
ہے۔

میجر بے ڈھنگے پن سے نہس کر بولا! بجا فرمایا..... ایسا ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح
بہترے سرکاری راز منظر عام پر آ جاتے ہیں۔
لہذا جو کچھ بتانا ہے اطمینان سے بتائیں۔

”پروڈکشن میجر نے وہ روول خود رحیم گل نکلے ہاتھ میں دیا تھا اور اسے آگاہ کر دیا
تھا کہ رش پرنس محکمہ سراج رسانی کو جائیں گے۔“
تو پھر ہو سکتا ہے کہ رحیم گل ہی اس سلسلے میں جوابدی کر سکے۔

سوال ہی نہیں پیدا ہوتا جناب! لیبارٹری انچارج اس کی طرف سے جوابدی کر
چکا۔ اب کسی کی زبان سے نہیں نکلے گا کہ وہ روول وصول کیا گیا تھا۔
آپ کو کیسے علم ہوا تھا کہ روول غائب ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ انہوں نے اس سلسلے
میں خاصی رازداری بر تی ہو گی۔

بقول آپ عورتیں راز کی باتیں شہر میں پھیلا دیتی ہیں۔ میجر نے ادھر ادھر دیکھتے
ہوئے آہستہ سے کہا ”رحیم گل کی محبوب کسی سے کہہ رہی تھی میں نے سن لیا۔“
وہ کہاں ملے گی۔
اپنے فلیٹ میں۔

مجھے دونوں کا پتہ چاہیے۔

دوسرا کون.....!

راشد کا پروڈکشن فیجیر.....!

اس سے کچھ اپنے چھنا فضول ہے رحیم گل اس کا منہ بند کر چکا ہو گا۔
ہم کھلوا لیں گے.....؟

تو پھر اس کی جان بھی جائے گی.....!

براہ کرم آپ ان دونوں کے پتے لکھوا دیجئے۔ یہ سب دیکھنا ہمارا کام ہے۔
وہ نصیر بلڈنگ کے کسی فلیٹ میں رہتی ہے! نصیر بلڈنگ چوتھیم روڈ فلیٹ کا نمبر
مجھے نہیں معلوم..... نام ماریہ ہے!

پھر اس نے پروڈکشن فیجیر کا پورا پتہ لکھوا کر کہا ”براہ کرم اس کا خیال رکھیے گا کہ
ماریہ کے سلسلے میں میرا نام نہ آنے پائے۔ رحیم گل بھیڑ ریا ہے کسی کو کچھ نہیں سمجھتا۔
اب یہی دیکھئے تاکہ آپ لوگوں کے ساتھ بھی فراڈ کر رہا ہے۔“

حمدید نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور اپنی گاڑی میں آبیٹھا۔ وہ سوچ رہا
تھا کہ ماریہ سے پہلے پروڈکشن فیجیر کو دیکھنا چاہیے۔

دس منٹ بعد وہ اس کے ٹھکانے پر پہنچ گیا! متوسط درجہ کی ایک گھنی آبادی کے
درمیان ایک چھوٹے سے مکان میں رہتا تھا۔ حمید کو دیکھتے ہی اس پر بدحواسی طاری
ہو گئی!

آپ نے ابھی تک رش پر نہیں بھجوائے! حمید نے کہا۔

مجھ سے کہا گیا تھا کہ اس شوٹنگ کے رش پر نہ نکلو اکر آپ کو بھجوادوں..... لیکن جناب جب یہ کام کرنے چلا تو معلوم ہوا کہ روں کیمرے میں موجود ہی نہیں ہے۔ اس جھوٹ کا کتنا معاوضہ ملا ہے! حمید نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔ نجح..... جی میں نہیں سمجھا! وہ خوفزدہ ہو کر بولا۔

معاوضہ ملا ہے یا اس نے محض دھمکی سے کام چالایا.....؟

آپ کی کوئی بات میری سمجھی میں نہیں آ رہی۔

آپ نے وہ روں رحیم گل کو دیا تھا۔

پپ پتا نہیں آپ.....

پچھی بات مسٹر..... حمید نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

روں کیمرے میں نہیں تھا۔

ایک اہم ثابت ضائع کروئے کے الزم کے تحت آپ گرفتار بھی کئے جاسکتے ہیں۔ میں نے کوئی شہادت ضائع نہیں کی۔ میں قسم کھا سکتا ہوں۔

اس کے باوجود بھی الزم سے نہیں فتح سکتے! کیونکہ میرے پاس ایسے شاہد موجود ہیں جنہوں نے آپ کو وہ روں رحیم گل کے حوالے کرتے دیکھا تھا۔ خدا کے لیے مجھ پر حرم کیجئے۔

آپ خود اپنے آپ پر حرم کرنے کی کوشش کیجئے۔

میں مفت میں مارا جا رہا ہوں جناب.....

اچھی بات ہے میں چلا!

ایک منٹ..... میں بہت خوفزدہ ہوں۔

تو پھر بچی بات کہہ دینے میں درینہ لگائیں۔ آپ کی حفاظت ہمارا ذمہ ہے۔ جی ہاں روں میں نے اسے کلی ہی دے دیا تھا۔ لیکن آج سہ پہر کو گھبرا یا ہوا میرے پاس آیا اور روں کے گم ہو جانے کی اطاعت دی۔ پھر بولا کہ میں آپ لوگوں کو اس

کے کیمرے ہی سے گم ہو جانے کی کہانی سناؤں!

اور آپ نے سنادی! حمید نے تلخ لمحے میں کہا!

مجبوڑی جناب! اس سے سب ڈرتے ہیں..... اس کے کئی عزیز بڑے بڑے سرکاری عہدوں پر فائز ہیں۔ اور خود بھی بہت بڑا غنڈہ ہے۔

مجھے علم ہے۔

بس تو پھر اب میری عزت آپ ہی کے ہاتھ میں ہے.....!

خیر میں دیکھوں گا کہ اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں۔

بہت بہت شکریہ جناب!

رجیم گل سے ماریہ کا کیا تعلق ہے۔

وہ اس کی داشتہ ہے.....!

کوئی دیسی عورت.....

جی نہیں یورپیشن ہے۔ باپ اگر ہیں اور ماں ٹیکنی تھی!

شاید وہ اپنے فلیٹ میں تہائیں رہتی!

تہائ رہتی ہے جناب۔

کیا وہ اس کی لیب میں آتی رہتی ہے۔

ساراون لیب ہی میں تو گذارتی ہے۔

وہ شاید نصیر بلڈنگ میں رہتی ہے۔ لیکن فلیٹ کا نمبر مجھے نہیں معلوم۔ کیا آپ بتا

سکیں گے۔ فلیٹ نمبر تیرہ.....!

اچھی بات ہے! حمید نے طویل سانس لے کر بولا۔ اگر رجیم گل آپ سے پوچھے

تو یہی بتائیے گا کہ آپ نے مجھے کیمرے ہی سے روں غائب ہو جانے کی کہانی سنائی

ہے!

زندگی بھر آپ کا احسان مندر ہوں گا.....!

تو یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی تھی کہ رول رحیم گل کی لیبارٹری ہی سے غائب ہوا تھا۔ حمید سوچ رہا تھا کہ اب ماریہ کو دیکھے یا پہلے فریدی کو ان حالات سے مطلع کر دے۔

حمید گاڑی اسٹارٹ کر کے سڑک پر آئی اور پھر ایک پبلک ٹیلفون بوتھ کے قریب رکھا۔

فریدی گھر ہی پر موجود تھا۔ حمید سے اب تک کہ رو داد سن کر بولا۔ ماریہ سے پوچھ گچھ کرنے سے قبل یہ معلوم کرو کہ اس نے رول غائب ہو جانے سے متعلق کے بتایا تھا۔

اسٹوڈیو کے میجر کے علاوہ اور کوئی نہ بتا سکے گا! حمید نے ماڈ تھپیں میں کہا اور اگر سے بتانا ہوتا تو پہلے ہی بتا دیتا۔

یہ ضروری ہے۔ ورنہ وہ بھی مکر جائے گی۔

رحیم گل کے لیے کیا کیا جائے۔ یہ مجھ پر چھوڑ دو تم اس سے مت بھڑنا.....!

کیا آپ بھی اسے خطرناک سمجھتے ہیں!

اوہ فضول باتوں میں کیوں پڑتے ہو۔ جو کہہ رہا ہوں کرو!

حمدی نے براسامنہ بنایا کر رابطہ منقطع کر دیا۔

ایک بار پھر اس کی گاڑی نشو فا اسٹوڈیو ز کی طرف جا رہی تھی۔ رول کسی بھی طرح غائب ہوا ہو۔ مقصد صاف ظاہر تھا۔ تو کیا صحیح راشد کو الجھانے کے لیے کوئی شہادت ضائع کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ لیکن پھر ان کا نشیبوں کی اموات کو کس خانے میں فٹ کیا جائے گا۔ وہ کیوں مارے گئے اس سے پہلے اس علاقے میں مویشیوں کو بھی حادثہ پیش آتے رہے تھے۔ ایک سروے ٹیم کی گاڑیاں ٹوٹ پھوٹ گئی تھیں۔ یہ سب کیا تھا۔ پھر سپاہی مبارک علی اس طرح مر گیا؟ بھی تک

پوسٹ مارٹم کی رپورٹ نہیں ملی تھی۔ پانی کے تجزیے سے کیا نتیجہ برآمد ہوا؟ وہ اس سے بھی لा�علم تھا۔

اسٹوڈیو کے پارکنگ شد میں گاڑی پارک کر کے وہ نیجر کے کمرے کی طرف بڑھا۔

نیجر آفس میں موجود نہیں تھا۔ لیکن کئی اور افراد بیٹھے نظر آئے۔ حمید نے نیجر کے متعلق استفسار کیا۔

چپڑاں نے بتایا کہ وہ کی فلور پر گیا ہوا ہے اور یہ ضروری نہیں کہ جلدی اس کی واپسی بھی ہو جائے۔

تلائش کر کے میری آمد کی اطلاع دو۔ یہ اشد ضروری ہے! حمید نے اس سے کہا اور وہیں بیٹھ گیا! دوسرے لوگ خاموش ہو گئے تھے! چپڑاں چلا گیا۔

کمرے کی فضا پر خاموشی مسلط تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے وہ لوگ اس کے وہاں پہنچنے سے قبل کسی خاص موضوع پر گفتگو کرتے رہے ہوں اور اس کی موجودگی میں اسے جاری رکھنا مناسب نہ سمجھتے ہوں!

حمدید نے جیب سے پاؤچ نکالی اور پاپ میں تمباکو بھرنے لگا۔
تحوڑی دیر بعد چپڑاں پلت آیا۔ اور حمید کے قریب جھک کر آہستہ سے بولا۔ نیجر صاحب وقت میں آپ سے نہیں ملنا چاہتے۔ باہر منتظر ہیں۔

اچھا۔ حمید اٹھتا ہوا بولا۔ نیجر سے لان پر ملاقات ہوئی۔ اس کے چہرے سے تشویش ظاہر ہو رہی تھی۔

ایک بات میں آپ سے پوچھنا بھول گیا تھا۔ حمید نے کہا۔
فرمائیے.....!

ماریہ نے کے اطلاع دی تھی کہ روں گم ہو گیا!
اوہ..... جناب یہ تو یاد نہیں!

پلیز.....! حمید ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ہماری تفتیش کے نتائج اخبارات تک نہیں پہنچتے۔ اس نے شاداں کو بتایا تھا۔ شاداں سے آپ واقف ہوں گے۔ وہ رحیم گل کی چھوٹی بہن بھی ہے۔

شاداں..... وہ ادا کارہ..... جو شہزاد کے لیے رو رہی تھی۔

جی ہاں..... وہی.....!

بہت بہت شکریہ! اس وقت کوئی اور بھی موجود تھا؟
جی نہیں! میں نے بھی یہ بات ان دونوں کی علمی میں سن لی تھی۔
شاداں تو مجھے پا گل لگتی ہے۔

خیال ہے آپ کا! اول درجے کی چالاک ہے! گھر یلو زندگی میں بھی ادا کاری کرتی رہتی ہے۔ آپ نے تو دیکھا ہی تھا کہ شہزاد کے لیے کس طرح پچھاڑیں کھاری تھی۔
تو کیا وہ ادا کاری تھی۔

صد فی صد جناب! نیجہ طویل سانس لے کر بولا! حد درجہ کی کینہ تو ز بھی ہے۔
آج ہی کرامہ اشار کے کرامہ روپورٹ کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہی تھی کہ راشد تو محض شوبوائے کی حیثیت رکھتا ہے حقیقتاً شہزاد کی موت کا ذمہ دارو یا انی سیئٹھے ہے۔
وہ کس طرح؟

وہ اس طرح کہ ویلانی سیئٹھے نے راشد کو اسی شرط پر فائزس کیا تھا کہ ہیر و کے لیے شہزاد کو کاست کرے۔
کیا حقیقت بھی یہی ہے۔

ہے تو حقیقت ہی لیکن ویلانی سیئٹھے کو شہزاد سے کیا پر خاش ہو سکتی ہے وہ تو اس نے یہ شرط اس لیے رکھی تھی کہ شہزاد کا نام باس آفس کی ضمانت بن کر رہ گیا تھا۔ اور استئنٹ فلموں میں تو کوئی کہانی ہوتی ہی نہیں۔ بس ہیر وہی ہیر و ہوتا ہے!

بہر حال وجہ کوئی تو ہوگی ویلانی کے خلاف شبہ ظاہر کرنے کی۔ شاداں نے اپنی ذاتی فلم کے لیے ویلانی سے فائنس مانگا تھا۔ لیکن اس نے انکار کر دیا تھا۔ اوہ تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ محض ویلانی کو پھنسانے کے لیے اس طرح بلبلہ کر رورہی تھی۔

میں نے سب کچھ گوش گذار کر دیا۔ نتیجہ آپ خود اخذ فرمائیے۔
شاداں سے کہاں ملاقات ہو سکے گی۔
بیٹھی ہوتی ہے اپنے آفس میں۔
کدھر ہے آفس!

سامنے والی راہداری میں باسیں جانب..... دشاد پروڈکشنز کا بورڈ ہے!
اچھا شکر یہ۔

میرا نام نہ آنے پائے۔
سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ کہتا ہوا حمید آگے بڑھ گیا۔ راہداری میں داخل ہو کر باسیں جانب کے بورڈ دیکھتا ہوا چلتا رہا۔ دشاد پروڈکشنز کے سامنے رک کر دروازے پر بلکل سی دستک دی!

یہ کم ان! اندر سے نسوانی آواز آئی۔ حمید نے دروازہ کھولا۔ وہ سامنے ہی بیٹھی نظر آئی اور حمید کو دیکھتے ہی اس طرح اچھل پڑی جیسے دفتر میں ہاتھی گھسنا چلا آرہا ہو۔
اوہ کیپٹن! وہ سنبھالا لے کر بولی! آئیے آئیے..... زہے نصیب کہ آپ نے قدم رنج فرمایا۔

نہیں تو.....! حمید نے بوکھاہٹ میں چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
جی.....

میں نے تو نہیں فرمایا قدمرنجہ.....!
مم مطلب یہ کہ آپ تشریف لائے۔

لیکن قدم رنجہ.....

کہتے ہیں وہ نہ کریوں۔

پلیز حمید بولا” اتنی گاڑھی اردو میں بات نہیں ہو گی۔ انگش میڈیم میں میری تعلیم
ہوئی تھی اردو کمزور ہے۔“

آپ تشریف تو رکھئے، وہ چہک کریوں۔

شکریہ..... شکریہ حمید پڑھتے ہوئے بولا۔ کیا پہیں گے!

کچھ پہنچنے آیا۔ آپ سے صرف ایک بات دریافت کرنی تھی۔

فرمائیے.....

آپ اتنی خوبصورت کیوں ہیں..... کیا آپ بھی لکس نائلٹ صابن کھاتی ہیں؟
وہ منہ دباؤ کر رہنے لگی۔ پھر بولی! آپ بہت دلچسپ اور نہ سکھ آدمی ہیں
کیپشن!.....

نہیں واقعی بتائیے میں محسوس کرتا ہوں کہ میری رنگت کچھ مضم پڑتی جا رہی
ہے۔

کپتان صاحب! تشریف آوری کا اصل مقصد ظاہر فرمائیے۔

آپ کی اردو بہت خوفناک ہے۔

وہ کچھ نہ بولی عجیب نظروں سے اسے دیکھتی رہی۔ حمید نے جھوڑی دیر بعد کہا۔

”کل میں نے مسٹر گل رحیم کے ساتھ ایک یوریشین اڑکی دیکھی تھی۔ اس کے بارے
میں کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں“

اس سے کیا قصوہ سرزد ہوا ہے۔

میری ایک ایسی گرل گرینڈ سے مشابہت رکھتی ہے جس کا انتقال ہو چکا ہے۔

تباہی۔

ذاتی دلچسپی کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں۔ میرا بھائی خطرناک ہے۔ بے فکر رہیے رقبہت مول یعنے کا ارادہ نہیں ہے۔ اس کے بارے میں آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ کیا وہ لیبارٹری میں کام کرتی ہے۔ جی نہیں۔ گل صاحب کی گرل فرینڈ ہے۔ کہاں رہتی ہے نصیر بلڈنگ کے تیرھویں فلیٹ میں۔ نصیر بلڈنگ کہاں ہے۔

چیخھم روڈ پر.....

شکریہ! حمید اٹھتا ہوا بولا۔

نہیں ابھی تشریف رکھنے میں بھی کچھ پوچھو گی۔ کیا یہ اسی روں کا قصہ ہے۔ آپ بہت ذہین ہیں میں شاداں۔ کیا قصہ ہے؟ میرا خیال ہے کہ قصہ آپ مارا سے سن چکی ہیں۔ اچھا تو پھر..... راشد کا پروڈکشن نیجرا کہتا ہے کہ روں کیمرے ہی سے غائب ہو گیا تھا۔ اس کے گل پر وس س تک پہنچنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔

وہ مستفسرانہ نظروں سے حمید کو دیکھتی رہی اور حمید نے خاموش اختیار کر لی۔ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں! شاداں نے جھوڑی دیر بعد پوچھا۔ لیکن ماریہ نے آپ کو اطلاع دی تھی کہ روں لیبارٹری سے غائب ہوا تھا۔ آپ کو اس کا علم کیونکر ہوا کہ اس نے مجھے کوئی ایسی اطلاع دی تھی۔

میرا محکمہ مخبروں کی شخصیت ظاہر نہیں کرتا۔ خیر..... خیر میں سمجھ گئی۔ کیا سمجھ گئیں۔ یہی کہ ماریہ میرے بھائی سے چھٹکارا پانا چاہتی ہے۔ آپ بات کو الجھاتی ہی چلی جا رہی ہیں۔

وہ جانتی ہے کہ سید ہے سادھے طریقوں سے میرے بھائی کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتی۔ وہ اسے فن کر دے گا۔

اچھا تو پھر..... اس نے کسی کو سنانے ہی کے لیے مجھے وہ اطلاع دی تھی تاکہ بات آپ تک پہنچ جائے آپ میرے بھائی کو بند کر دیں اور وہ آزاد ہو جائے۔

آپ کی دانست میں آپ دونوں کی گفتگو کس نے سنی ہو گی! مجھے علم نہیں.....
بہر حال میرا بھائی خطرے میں ہے۔ آپ نے مسٹر گل سے اس کا تذکرہ کیا تھا۔
کیوں نہ کرتی۔ معاملہ پولیس کا تھا۔ لیکن گل صاحب نے ماریہ کے بیان کی تردیدی
کر دی۔ یعنی رول ایب تک پہنچا ہی نہیں تھا۔

جی ہاں۔ انہوں نے یہی بتایا ہے تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ راشد پروڈکشن
نیجگر کا بیان درست تھا۔ کیا آپ اتنی ہی آسانی سے اس پر یقین کر لیں گے۔ ظاہر
ہے کہ پوری طرح مضمون ہو جانے سے قبل یقین کر لینے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔
ماریہ یہی چاہتی ہے۔ میں نہیں سمجھا۔

وہ اول درجے کی کتیا ہے گل سے پہنچا چھڑانا چاہتی ہے اگر وہ ایسے ہی کسی
معاملے میں الجھ جائیں تو وہ دوسروں کے ساتھ بھی عیش کر سکے گی۔ ابھی حال ہی
میں اس نے ایک نیادوست بنا دیا ہے فرانسیسی ہے اس سلسلے میں گل سے جھگڑا بھی ہوا
تھا۔ کیا اس کے سارے اخراجات مسٹر گل ہی احتماتے ہیں۔ جی ہاں قطعی،
بہر حال وہ رول نامہ ہو گای اور اس سلسلے میں بعض لوگوں بہت سنجیدگی سے
جھوٹ بول رہے ہیں۔ پتا نہیں وہ راشد کو بچانا چاہتے ہیں یا جہنم میں جھوٹک دینا
چاہتے ہیں۔ ویا انی سیئٹھ سے بھی پوچھ گچھ کی آپ نے.....!
ہم اپنے طور پر سب کو دیکھ رہے ہیں۔

راشد اور شہزاد کو سمجھا کرنے کی ذمہ داری اسی پر ہے ہمیں علم ہے....! لیکن اسے
حرast میں نہیں لیا گیا۔ ہر مشتبہ آدمی کو حرast میں نہیں لیا جاسکتا۔

ماریہ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ آنکھیں کرنجی نہ ہوتی تو اجواب
ہوتی۔ آپ بہت نہ سکھ رہے ہیں۔ لیکن کرنکل فریدی کے تصور سے بھی ہول آتا ہے۔
میرا خیال ہے کہ انہوں نے کسی سے بھی سخت لمحہ میں گفتگو نہیں کی تھی۔ عجیب شخصیت
ہے..... بس الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے..... وہ طویل سانس لے کر بولی۔ یوں

سمجھ لیجئے دلکش بھی ہے اور خوفناک بھی..... دلکش اس صورت میں کہاں سے آنکھیں نہ ملنے پائیں۔ آنکھیں ملتے ہی ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے دل سینے سے اچھل کر حلق میں آگیا ہو۔

آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں پچھلے سال ایک خاتون کو آنکھیں ملتے ہی تھے ہو گئی تھی اور دل حلق سے باہر آگیا تھا۔ میں مذاق نہیں کر رہی حقیقت بیان کر رہی ہوں اس فرانسیسی کے بارے میں کچھ بتائیے جس سے ماریہ کی دوسری ہے۔ نیشنل اسٹوڈیوز میں ساؤنڈ انجینئر ہے والا لوگو نام ہے۔ اس نے کہا۔

آپ خواہ مخواہ اتنی دور جا رہے ہیں۔ بس ویاںی سیٹھ کو ٹھوٹ لئے۔ حقیقت سامنے آجائے گی۔ آپ بھی تو شاید کوئی فلم پروڈیوں کرنے والی ہیں۔ جی ہاں! اور میرا دعویٰ ہے کہ باکس آفس ہٹ ہو گی۔

پیر وڈی۔ چرا غالہ دین کی پیر وڈی
واقعی ہٹ ہو گی کیونکہ قوم کی خوش مزاجی عروج پر پہنچی ہوئی ہے۔ بس دشواری یہ ہے کہ انڈسٹری میں کوئی ایسا آدمی موجود نہیں ہے جو چرا غ کے جن کاروں ادا کر سکے۔

اگر میں فراہم کر دوں تو۔

اگر آپ سنجیدگی سے کہہ رہے ہیں تو بیجد مشکور ہوں گی!
ابھی بلواؤں؟

ضرور ضرور میں ابھی دو گھنٹے تک آفس میں بیٹھوں گی!
تو پھر میں ابھی آیا۔ حمید اٹھتا ہوا بولا۔

گاڑی پر بیٹھ کر وہ اسٹوڈیو سے انکا چلا گیا پھر ایک ڈرگ اسٹور کے سامنے گاڑی روکی فریدی کو اپنی اور شاداں کی گفتگو کے بارے میں بتانا چاہتا تھا۔ لیکن

گھر کے نمبر پر اس سے رابطہ قائم نہ ہو سکا پھر اس نے دوسرے نمبر بھی آزمائے اور فریدی سے رابطہ قائم کرنے میں ناکام رہا۔

فریدی کو ریورٹ دینے بغیر ماریہ کے سلسلے میں کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہتا تھا لہذا پھر کیوں نہ جھوڑی سی تفریح.....!

شاداں سے وعدہ کیا تھا کہ اس فلم کے لیے ایسا آدمی فراہم کرے گا جو چداغ کے جن کاروں ادا کر سکے۔

اس نے فون پر قاسم کے نمبر ڈائل کئے۔ جھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے قاسم ہی کی آواز آئی تھی۔ کیا کر رہے ہو۔ حمید نے پوچھا! تم سے مطلب.....؟ کسی مطلب کے بغیر میں تمہیں کب گھاس ڈالتا ہوں۔

اچھا اچھا ہو جلدی جو کچھ تھا ہے۔

تم نے ایک بار بتایا تھا کہ تمہیں فلمی ادا کارہ شاداں بہت اچھی لگتی ہے۔ پچھلے سال کی بات ہے آج قل جمالاً و اچھی لگ رہی ہے۔

میں اس وقت نشوافاز اسٹوڈیوز میں شاداں کے ففتر میں بیٹھا ہوا ہوں۔ اور تمہارے والد صاحب! قاسم کے لجھے میں جھلاہٹ تھی۔ اشارہ کرنل فریدی کی طرف تھا!

ان کا یہاں کیا کام.....

میں پوچھتا ہوں فون قیوں قیا ہے۔ قاسم کی دہاڑ سنائی دی۔ اچھا وقت گزارنا ہو تو نشوافاز میں پہنچ جاؤ۔ آدھے گھنٹے تک تمہارا انتظار ہیمیں کر سکتا ہوں۔ اگر کسی نے گھنٹے نہ دیا تو.....!

جس وقت تمہاری روپرائیس اسٹوڈیوز کے چھانک پر پہنچے گی تو چوکیدار بولکھا کر چھانک کھول دے گا۔ بے قوف تو نہیں بنار ہے.....!
بے قوف تو نہیں گھر بیٹھے بنائے ہوں یہاں بلانے کی کیا ضرورت ہے؟ ہاں

سالے پہلے خود ہی بادا دے گے اور پھر جڑ دو نے چپاتی بیغم سے امت آؤ۔ ٹھہرو.....
ٹھہرو! اسٹوڈیو میں تمہیں کہاں تلاش قروں گا!

جس سے بھی پوچھو گے دشاو پروڈکشنز کے ففتر تک پہنچا دے گا۔ کون
پروڈکشنز.....؟ دشاو پروڈکشنز کا فتر.....شاواں کے فلم یونٹ کا نام ہے۔ اچھا میں
آ رہا ہوں۔ جتنی جلدی ممکن ہو.....! آبے تو قیا علی فون ہی پر بیٹھ کر چلا آؤں۔
حمدید نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی گاڑی پھر اسٹوڈیو ز کی
طرف واپس جا رہی تھی۔ شاواں اپنے آفس ہی میں لی۔ حمید کو دیکھ کر نہس پڑی۔
لیکن حمید اس کی بھنسی کا مطلب نہ سمجھ سکا۔ یہ انہار مسرت کس سلسلے میں تھا۔ حمید نے
بڑی سنجیدگی سے پوچھا! میں سمجھی تھی شاید آپ واپس نہیں آئیں گے۔ واپس کیوں نہ
آتا۔ میرا خیال تھا شاید آپ ماریہ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوں گے۔ ہونا تو یہی
چاہیے تھا لیکن آپ کے لیے چدائغ والا جن فراہم کرنے کا وعدہ کر چکا ہوں۔

کافی پیسے گے؟

شکریہ.....!

شاواں نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی۔ ایک لڑکا آفس میں داخل ہوا۔ اس نے
اسے کافی لانے کے لیے کہا اور اس کے چلے جانے کے بعد حمید سے بولی۔ آپ
پولیس والے نہیں لگتے۔ میں تو نہیں سمجھا! آپ کی آنکھیں بہت خوبصورت ہیں! یق
کہتی ہوں رانجھا کے روں میں آپ کا جواب نہ ہو گا۔

کیا مجھے اس پر خوش ہونا چاہیے.....! میں نے سنا ہے کہ آپ کو عورتیں گھیرے
رہتی ہیں۔ یہ تو فتحی ہیں، میں تو نہیں سمجھتی! بہت بہت شکریہ، شہزاد نہ مرتا تو آپ
سے ملاقات بھی نہ ہوتی۔ مجھے بحد فسوس ہے آپ دونوں گھرے دوست تھے۔
جی ہاں۔ وہ طویل سانس لے کر بولی اور کسی قدر مغموم نظر آنے لگی۔ انڈسٹری
ایک اچھے اداکار سے محروم ہو گئی..... ویسے راشد کی بیوی کا کیا قصہ ہے اچھی عورت

نہیں تھی۔ یہ غلط ہے کہ شہزاد نے اسے ورگا بیا تھا۔ وہ خود اس پر اٹھو ہوئی تھی۔ راشد سے طلاق لے کر کچھ دن شہزاد کے ساتھ رہی پھر اسے بھی چھوڑ گئی۔ اور راشد شہزاد کا دشمن ہو گیا۔

فطری بات ہے! شاداں نے کہا اور پھر چونک کربولی..... آپ کا وہ جس کب آئے گا۔ حمید نے گھری دیکھتے ہوئے ”بس آہی رہا ہو گا..... اور ہاں یہ بھی بتاؤں کہ وہ جتنا لمبا چوڑا ہے اتنا ہی مالدار بھی ہے۔ پھر کیوں وہ اس پر راضی ہونے لگا۔ راضی کرنا میرا کام ہے..... آخر ہے کون؟ بیحد دولت مند گھرانے کا واحد چشم و چراغ ہے..... عاصم ملائی انڈسٹریز کے سینئھ کا نام تو سنابی ہو گا آپ نے.....!

انہی کے فرزند ارجمند ہے مسٹر قاسم، میں نے ان کے بارے میں سنائے لیکن آج تک دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ کیا آپ کو یقین ہے کہ وہ اس پر تیار ہو جائیں گے۔ کوشش کی جائے گی۔ مان چپن ہی میں مرگئی تھی اس لیے پیار کا بھوکا ہے! شادی شدہ ہے.....؟ شدہ بھی ہے اور غیر شدہ بھی ہے! میں نہیں سمجھی۔ بیوی اتنی خائف رہتی ہے کہ پاس بھی نہیں پھٹکنے دیتی۔

اوہ..... اچھا..... اچھا.....! کہہ کروہ نچلے ہونٹ پر زبان پھیرنے لگی۔ اتنے میں لڑکا کافی کی ٹرے اٹھائے ہوئے آفس میں داخل ہوا۔ اوہراؤ میں خود بنالوں گی۔ شاداں نے اس سے کہا۔ لڑکا کافی کی ٹرے رکھ کر باہر چلا گیا۔ ٹھیک اسی وقت آواز آئی۔ قیپشن حمید اندر ہیں!

آگیا.....؟ حمید اٹھتا ہوا بولا میں اسے لا رہا ہوں۔ قاسم راہداری میں ہونقوں کی طرح منہ اٹھائے کھڑا تھا اور تھوڑے ہی فاصلے پر کچھ لوگ کھڑے اسے اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے وہ کسی دوسرے سیارے کی مخلوق ہو۔ حمید نے اس کا ہاتھ کپڑا اور آہستہ سے بولا ذرا طبیعت کو قابو میں رکھنا۔

قاسم تھوک نگل کر رہا گیا۔ شاداں نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا اور حیرت سے

پلکیں جھپکاتی رہ گئی تھی۔ یہ مس شاداں ہیں اور آپ مسٹر قاسم۔... حمید نے تعارف کرایا۔ شاداں نے مصالحے کے لیے ہاتھ بڑھا دیا۔ قاسم کی سانس پھول رہی تھی پتا نہیں کس طرح اس نے اس سے مصالحہ کیا تھا۔

بڑے خوبیوں کے آدمی ہیں۔ حمید نے شاداں سے کہا۔ تشریف رکھنے جناب۔ قاسم پتہ نہیں کس مشکل سے بیٹھ سکا تھا۔... شاداں نے لڑکے کو آواز دے کر ایک کپ اور لانے کو کہا۔ قاسم صاحب بہت مخلص آدمی ہیں۔ حمید نے کہا۔ ارے ہی ہی ہی میں قیا۔... قاسم نے خاکساری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی جناب۔ شاداں نے کہا وہ اب بھی اس کے تن تو شش کو حیرت سے دیکھے جا رہی تھی۔

دفعۃ فون کی گھنٹی بجی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ جھوڑی دیر تک سنتی رہی پھر بولی۔ اس وقت نہیں مل سکتی۔ مصروف ہوں گل دس بجے صبح آئے گا۔... مجھے افسوس ہے۔

رسیور کریڈل پر رکھتی ہوئی بڑا بڑا "صورت نہ شکل بھاڑ سے نکل"۔

حمید سوالیہ نظر وہ اس سے دیکھ رہا تھا وہ نوں کی نظر میں اور شاداں نے کہا ایک منظر صاحب کے جیچے فلم میں روں چاہتے ہیں۔ صبح و شام بور کرتے ہیں کہ کسی سے سفارش کر دوں۔ کر دیجے سفارش۔! آڈیشن اور اسکرین ٹھٹ میں ناکام ہو چکے ہیں۔ لڑکا تیسری پیالی لایا اور وہ کافی انڈیلے لگی۔ حمید نے قاسم کو آنکھ ماری وہ گڑ بڑا کرو مری طرف دیکھنے لگا۔

آپ تو بہت مصروف رہتے ہوں گے۔ دفعۃ شاداں نے قاسم سے پوچھا۔ جی ہاں۔... آپ کے تو کئی آفس ہیں کس آفس میں بیٹھتے ہیں؟ قسی میں نہیں بھی نہیں مم میں تو گھر میں رہتا ہوں۔ گھر میں کیا مصروفیت ہوتی ہے۔ بس لیٹا رہتا ہوں۔... بڑی عظیم الشان مصروفیت ہے۔ وہ مسکرا کر بولی۔ کیا خیال ہے آپ کا۔

حمدی نے شاداں سے پوچھا۔

لا جواب! لیکن محنت کرنی پڑے گی..... اس کی فکر نہ کیجئے! محنت تو میں کروں گا۔ لیکن یہ تیار بھی ہو جائیں گے۔ یہ بھی مجھ پر چھوڑ دیجئے۔ بہر حال میں تیار ہوں۔ شاداں نے کہا۔ قاسم ہونتوں کی طرح منہ کھولے دونوں کی شکلیں تکے جارہا تھا۔ دفعتہ کھنکار کر بولا۔ تم نے مجھے قیوں بلا یا تھا۔ میں نے ان سے تذکرہ کیا تھا کہ تم بہت اچھے پامسٹ ہو۔ حمید نے کہا۔

مم..... میں! قاسم تھوک نگل کر رہ گیا۔ بہتر ہے کہ تم انگلش میں گفتگو کرو۔ میری ہی طرح تمہاری اردو بھی اچھی نہیں ہے۔ حمید نے قاسم کا شانہ تھپک کر کہا۔ شاداں بھی روانی سے انگلش بول سکتی ہیں۔ یہ بہت اچھی بات ہے۔ قاسم نے انگلش میں کہا۔ ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ تم مس شاداں کا ہاتھ دیکھ کر بتاؤ کہ بحیثیت فلم پروڈیوسر یہ کیسی رہیں گی.....! حمید بولا۔

قاسم کی شکل سے صاف ظاہر ہو رہا تھا جیسے دل ہی دل میں حمید کو گندی گندی گالیاں دے رہا ہوں۔ اس کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ پاہمڑی کس چڑیا کا نام ہے۔ وہ تو بس اتنا جانتا تھا کہ اس کے ہاتھ میں شادی کی دوسری لکیر نہیں ہے۔

اتنے میں آفس بوائے نے اندر آ کر شاداں سے آہستہ سے کچھ کہا اور وہ اٹھتی ہوئی بولی۔ معاف کیجئے گا میں ابھی آئی۔ وہ چلی گئی اور قاسم حمید کا شانہ دبوچ کر غرایا بیٹا تو قیا چکر ہے۔

تفریح.....! مگر میں تو مارا غیبا..... میں قیا جانوں پا مسٹری وامسٹری۔

اس خوبصورت ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لے کر ہو لے ہو لے سہاتے جانا اور اوٹ پلانگ ہائکٹے رہنا۔ مجھ سے نہیں بنے غا۔ تو جہنم میں جاؤ۔ یہ قیا بات ہوئی! قاسم نے آنکھیں نکلتے ہوئے کہا..... میں تو دوڑا آیا اور اب یہ کہہ رہے ہو۔ سالہ زاد خانی کو چھوڑ کر آیا ہوں۔ یہ کیا ہوتی ہے.....! اوہ یہ اردو واقعی کہاڑا

کرتی ہے۔ میرا مطلب تھا خالہ زاد سالی۔ اس بیچاری نے اطمینان کی سانس لی ہو گی۔ پھر فجول کی باتیں کرنے لگے۔ اس نے ہاتھ دکھایا تو قیا بتاؤں گا۔ کہہ دینا بحیثیت فلم ساز اس کا مستقبل شاندار ہو گا۔ اس کے بعد..... مرغابن کربانگ دینا۔ دیکھو سالے اچھا نہیں ہو گا۔

حمدید کچھ کہنے ہی والا تھا کہ شاداں واپس آگئی اور معدرت طلب کرتی ہوئی ہوں۔ مجھے فوراً گھر پہنچنا ہے! خالہ جان کی طبیعت بہت خراب ہو گئی ہے۔ مسٹر قاسم سے تواب ملا تھا میں ہوتی ہی رہیں گی۔ کیوں مسٹر قاسم! جرور..... جرور۔ اور کیپٹن آپ بھی کرم فرماتے رہیں گے۔ فرصت کے اوقات میں بہت مصروف آدمی ہوں۔ حمید بولا۔ سارے جوش و خروش پر پانی پڑ گیا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ دونوں لان پر کھڑے ایک دوسرا کو برائی چلا کہہ رہے تھے۔ میری رات چوپٹ ہو گئی! قاسم کہہ رہا تھا وہ بھی چل گئی ہوئی۔ اب میں قیاقروں سالے۔

ٹھیک صحیح دس بجے شاداں کا دفتر ملتا ہے تم پونے دس بجے یہاں پہنچ جانا۔ حمید نے کہا اور اپنی کار کی طرف بڑھنے لگا۔ لیکن قاسم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ یہ کیا کر رہے ہو۔ حمید بگڑ کر بولا۔ تمہاری پامسٹری کھو دوں گا۔ ہاتھ کچھوڑ ورنہ یہاں تمہاری بے عزتی بھی ہو سکتی ہے۔ اور قیا ہو گا۔ تمہاری صحبت میں! میں قچھ نہیں جانتا اور قیسے لے چلو! چلو تمہاری سرال چلتے ہیں۔

غصہ نہ دلا و قیپٹن حمید.....!

تم نے قصہ حاتم طائی پڑھا ہے۔

پڑھا ہے..... قاسم جھا کر بولا۔

اور بغداد کا چور..... اور اس کی والدہ بھی پڑھی ہے تم اپنا مطلب بیان فرو۔

قریب پہنچنے پر حمید نے اسے پہچانا۔ میجر کے دفتر کا چڑھا اسی تھا۔

میجر صاحب کہہ رہے تھے کہ فون پر آپ کی کال ہے جناب! اس نے حمید سے کہا۔ اچھا اچھا تم چلو میں آ رہا ہوں۔ اس نے چڑھا اسی سے کہا اور اس کے چلے جانے کے قاسم سے بولا۔ اب تم گھر جاؤ ورنہ یہاں تمہارے گرد بھیڑ لگ جائے گی۔ تم سالے مجھ سے پیچھا نہیں چھڑ سکتے۔

اچھی بات ہے تو کھڑے رہو۔ میں کال اٹینڈ کر کے آتا ہوں۔ وہ چڑھا اسی کے ساتھ میجر کے دفتر میں آیا۔ کال فریدی کی تھی۔ اس نے اسے فوراً گھر پہنچنے کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ اس مسئلے پر اب کسی سے مزید پوچھ گچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حمید نے ریسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے طویل سانس لی اور سوچنے لگا کہ شاید اب کوئی نیا گل کھلا ہے۔

باہر نکلا تو قاسم شاہزادی کے کی طرح اپنی گھات میں نظر آیا۔ قہاں چلے، جتنے عورتوں کے سے انداز میں ہاتھ نچا کر بولائیں چپ چاپ میرے پیچھے چلے آؤ۔ دوسری جگہ چل رہے ہیں حمید نے کہا اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ قاسم نے کچھ بدبداتی ہوئے اپنی گاڑی سنبھالی اور حمید کی گاڑی کے پیچھے چل پڑا۔



تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ رول حقیقتہ لیبارٹری ہی سے غائب ہوا ہے! فریدی نے ٹھلتے ہوئے کہا۔ جی ہاں! حمید سنی ان سنی کر کے بولا۔ کیونکہ اس کے ذہن پر تو قاسم سوار تھا۔ کپاڈنڈ کے باہر ہی اس نے گاڑی روک کر حمید کو دھمکی دی تھی کہ وہ وہیں رکارہے گا اور بار بار بارہان بجائے گا اگر وہ واپس نہ آیا۔

تم کیا سوچ رہے ہو! فریدی اسے گھورتا ہوا بولا۔

یہی کہ کہیں وہ رول ماریہ کے قبضے میں نہ ہو۔

اس خیال کی وجہ.....!

شاداں کے خیال کے مطابق وہ شاید رحیم گل سے پیچھا چھڑانا چاہتی ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہو گا کہ رحیم گل کسی بڑی الجھن میں پڑ جائے۔ فریدی نے ایش ٹرے سے بجھا ہوا سکراٹھایا اور اسے دوبارہ سلاگا نے لگا۔ اس کی آنکھیں گہری سوچ میں ڈوبی ہوتی تھیں۔ جھوڑی دیر بعد اس نے کہا۔ ”مپاہی مبارک علی کی لاش پوسٹ مارٹم اور پانی کے تجزیے کی رپورٹ میں آگئی ہیں۔“
کیا رہی.....؟

پانی میں زہر کی آمیزش ثابت نہیں ہو سکی لیکن مبارک علی کی موت کا باعث زہر ہی بنا تھا۔ تو پھر وہاں پہنچنے سے پہلے ہی اسے زہر دے دیا گیا ہو گا۔ زہر انجلشن کے ذریعے اس کے جسم میں پہنچایا گیا تھا۔

میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کیا سمجھ میں نہیں آتا۔ راشد وغیرہ اتنے منظم نہیں ہو سکتے۔

ہو کہ اس کے پرنس کا مطالبہ پولیس نے کیا تھا! اس طرح وہ رحیم گل کو دشواری میں ڈال سکتی ہے۔

تو پھر اب کیا کریں گے۔ ماریہ کو چیک کرنا ضروری ہے۔ میں تو سمجھا تھا کہ آپ چیک کر چکے ہوں گے کیونکہ میں نے فون پر آپ کو اس کا پتہ بتا دیا تھا۔ میں تمہاری دوسری رپورٹ کا منتظر تھا۔ میں نے کوشش کی تھی لیکن آپ سے کسی نمبر پر رابطہ قائم نہ ہو سکا تھا! اچھا اٹھو..... مجھے نہ لے جائیے۔ کیا مطلب.....؟ چھانٹک پر ایک بہت بڑی مصیبت میری منتظر ہے۔ کیا بکواس ہے۔ بکواس نہیں حقیقت ہے! ساڑھے سات لمحی اور سو اتنیں فٹ چوڑی مصیبت ہے۔ قاسم.....؟
جی ہاں.....!

میں نے تمہیں کتنی بار منع کیا ہے کہ کام کے اوقات میں اس سے چھیڑر چھاڑ مت کیا کرو۔ میں کیا کرتا کم بخت نے اسٹوڈیو میں داخل ہوتے دیکھ لیا تھا۔ اسے دیکھ کر شاداں نے کہا مجھے اپنی فلم سے لیے ایک ٹن کی تلاش تھی! ختم کرو فریدی نے ہاتھا ٹھاکر کہا ”وہ منٹ میں تیار ہو جاؤ“ باہر قاسم ہارن پر ہارن دینے جا رہا تھا۔ حجوری دیر بعد جب کہ ان کی گاڑی چھانٹک سے نکل رہی تھی۔ حمید نے گاڑی کے اندر کی لامب جادوی۔ یہ کیا کر رہے ہو؟ فریدی بولا۔ آپ کو گاڑی میں دیکھ کر پچھے نہیں آئے گا۔

مجھے ایسے تعلقات سے سخت وحش ہوتی ہے جو کاموں میں حاصل ہونے لگیں؟ فریدی نے ناخوشنگوار لمحے میں کہا اور گاڑی چھانٹک سے نکلی چلی گئی وہ خود ہی ڈرائیور کر رہا تھا حمید کی نظر عقب نما آئینے پر تھی۔ قاسم کی گاڑی کو بھی حرکت میں آتے دیکھتا رہا۔ آج شاید بری سنک گیا تھا۔ فریدی کو بھی نظر انداز کر دینے کا یہی مطلب ہو سکتا تھا۔

فریدی نے شاید اس کی طرف توجہ نہیں دی تھی یا پھر خود بھی اسے نظر انداز کر دینا

چاہتا تھا۔ نصیر بلڈنگ چھتھم روڑ...! حمید نے کہا۔

ہوں، فریدی نے وندسکرین پر نظر جمائے ہوئے طویل سانس لی۔ آپ نے مجھے رحیم گل سے الجھنے سے کیوں منع کر دیا تھا۔ بے ہودہ آدمی ہے۔ اگر الجھنا ہی پڑا تو....! دیکھا جائے گا۔ ہاں وہ تنہا ہی رہتی ہے۔ جی ہاں شاداں نے یہی بتایا تھا۔ حمید نے کہا اور پھر عقب نما آئینے میں دیکھنے لگا۔ قاسم نے پیچھا نہیں چھوڑا تھا رواز کی ہیڈ لا یئس صاف نظر آ رہی تھیں۔

نصیر بلڈنگ کے سامنے پہنچ کر فریدی نے گاڑی روک دی۔ رات کے نوبجے تھے! سڑک پر ٹریفک کی بھیڑ کم ہو گئی تھی۔ حمید نے مڑکر دیکھا۔ قاسم نے بھی ٹھوڑے ہی فاصلے پر اپنی گاڑی روکی تھی۔ وہ دونوں گاڑی سے اترے۔ لیکن قاسم اپنی گاڑی میں بیٹھا نہیں گھورتا رہا۔ فریدی اس کی طرف توجہ دیئے بغیر آگے بڑھ گیا تھا۔ حمید نے بھی مڑکر دیکھنا مناسب نہ سمجھا فریدی کے پیچھے سر جھکائے چلتا رہا۔

ماریہ کے فلیٹ کے قریب پہنچ کر فریدی نے حمید سے کہا ”تم اسے اپنا کارڈ دو گے اور گفتگو بھی خود ہی کرو گے۔“

میں نے اسے دیکھا نہیں ہے پتا نہیں موضوع گفتگو پر میری اگرفت رہ بھی سکے گی یا نہیں!

کیا مطلب! اگر وہ بہت زیادہ خوبصورت ہوئی تو غزل بھی ہو سکتی ہے۔ بکو مت۔ فریدی نے فلیٹ کے دروازے پر رک کا کال بل کا بٹن دبایا اندر سے گھٹی کی آواز آئی تھی۔ ٹھوڑی دیر بعد قدموں کی چاپ بھی سنائی دی اور دروازہ کھل گیا۔ وہ نارنجی رنگ کے سلپینگ گاؤن میں بڑی لکش لگ رہی تھی۔

حمدید نے اپنا کارڈ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہانا وقت تکلیف دہی کی معافی چاہتے ہیں....!

وہ کارڈ دیکھ کر ہے کلائی لیل..... لیکن..... کیوں؟

کوئی پریشانی کی بات نہیں بس جھوڑی سی گفتگو رہے گی۔ حمید بولا۔ آئیے۔ آج
جائیے۔ وہ پیچھے ٹھیک ہوئی بولی۔ سنگ روم بڑے سلیقے سے سجا یا گیا تھا۔ اس نے ان
سے بیٹھنے کو کہا اور خود جسم سوال بنی کھڑی رہی۔

آپ بھی تشریف رکھیے۔ حمید نے کہا۔ جی۔ جی ہاں فرمائیں وہ ایک اسٹول پر
نکتی ہوئی بولی۔ قصہ اس روں کا ہے جو گل پروس سے غائب ہو گیا تھا! کیا قصہ
ہے؟ اس نے حیرت سے پوچھا۔ وہ تو ہم آپ سے سننے آئے ہیں۔ آپ کو کس سے
معلوم ہوا تھا کہ روں غائب ہو گیا ہے۔ پتہ نہیں آپ کس روں کی بات کر رہے
ہیں۔ وہی جو پولیس کو مطلوب تھا۔ میں ایسے کسی روں کے بارے میں کچھ نہیں
جانتی.....!

یہ اس روں کی بات ہے جس کی گمشدگی کی اطاعت آپ نے شاداں کو دی تھی۔
میں نے تو اسے الیکٹرونی اطاعت نہیں دی تھی۔ ایک اور شاہد بھی ہے! فریدی بولا اور
وہ چونک کرائے دیکھنے لگی پھر جلدی سے اس کے چہرے سے نظریں ہٹا کر بولی۔
میں ایسے کسی معاملے سے بالکل لا علم ہوں۔

اس نے آپ دونوں کی گفتگو سنی تھی اور خود شاداں بھی اعتراف کر چکی ہے کہ
آپ نے اسے اطاعت دی تھی۔ اگر یہ بات ہے تو! وہ طویل سانس لے کر رہ گئی۔
پھر اٹھتی ہوئی بولی مجھ سے بڑی غلطی ہوئی ہے۔ گل مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔
پولیس آپ کی حفاظت کرے گی۔ حمید بولا۔ میں نہیں جانتی تھی کہ شاداں.....!
شاداں کا کوئی قصور نہیں، ایک تیسرے آدمی نے بھی آپ دونوں کی گفتگو اتفاقاً سن لی
تھی۔ وہ کون ہے؟ فی الحال ہم اس کا نام ظاہر نہیں کر سکتے!

خیر مجھے اس سے کیا سروکار! لیکن کیا شاداں نے اس کا اعتراض کر لیا ہے۔ کہ یہ
بات میں نے اسے بتائی تھی۔ ظاہر ہے ورنہ ہم یہاں کیوں آتے۔ اور وہ اس سلسلے
میں اپنا ایک ذاتی نظریہ بھی رکھتی ہے! فریدی نے کہا وہ کیا ہے؟ اس کا خیال ہے کہ

رول آپ ہی نے غائب کیا ہے۔ وہ پھر بیٹھ گئی۔ لیکن کچھ بولی نہیں۔ جھوڑی دیر بعد بدقت کہا ”میں کیوں غائب کرنے لگی۔“

اس کا خیال ہے کہ اس طرح آپ رحیم گل سے اپنا پیچھا چھڑانا چاہتی ہیں! خدا کی پناہ! میں تصور بھی نہ کر سکتی۔۔۔ ٹھہرئے۔۔۔ میں ذرا باتھر و م تک جاؤں گی۔۔۔ پھر تفصیل بتاؤں گی۔ یہ بڑے چھپھورے لوگ ہیں۔۔۔
اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔! وہ انٹھ کر دوسرے کمرے میں چلی گئی۔

جمید محسوس کر رہا تھا کہ خود اس نے گفتگو کا آغاز مناسب طور پر نہیں کیا تھا۔ فریدی کی آنکھوں میں بھی اس نے بے اطمینانی کے آثار دیکھے تھے۔ کئی منٹ گذر گئے لیکن وہ واپس نہ آئی۔ فریدی نے جمید کی طرف دیکھا اور شانے سکوڑ کر رہ گیا۔

میرا خیال ہے کہ وہ اب فلیٹ میں موجود نہیں ہے۔ فریدی اٹھتا ہوا بولا۔ جمید بھی اٹھا۔ دونوں اسی دروازے سے گزرے جس سے ماریہ گذر کر فلیٹ کے دوسرے حصے میں گئی تھی۔ لیکن چار کمروں کے اس فلیٹ میں وہ نہیں نہ ملی۔ با تھر و م بھی خالی تھا۔ پھر انہوں نے آخری دروازہ کھوا۔ یہ دروازہ بولٹ نہیں تھا! اور پھر وہ اس طویل بالکنی میں نکل آئے جو اس عمارت کے عقبی حصے میں ایک سرے سے دوسرے تک پھیلی ہوتی تھی اور دونوں سروں پر چکردار زینے بھی تھے۔ نکل گئی! جمید بڑا بڑا اور فریدی بولا۔ شاید اسے خدشہ تھا کہ کہیں ہم خانہ تلاشی نہ لے پہنچیں۔ اس طرح نکل جانے کا یہی مطلب ہوا کہ رول اس وقت بھی یہیں اس کے پاس موجود تھا۔

تو پھر جلدی کیجئے نا۔۔۔ جمید بولا۔

پتا نہیں کہاں پہنچی ہو گی اتنی دیر میں! فریدی نے کہا اور جیب سے گارنال کر اس کا گوشہ توڑنے لگا۔ وہ پھر فلیٹ کے اندر واپس آگئے۔۔۔ اور فریدی۔۔۔ گار سلاگا

کر کر بولا۔ اب یہاں سے نکل چلو۔ دل چاہ رہا ہے آخری چھت سے نیچے چھلانگ
لگادوں۔ حمید نے کہا۔ وہ کس خوشی میں! ہمیں جل دے کر نکل گئی! کوئی خاص
بات نہیں۔ بارہا ایسا ہوا ہے۔ وہ فرست فلور سے نیچے آئے اور گاڑی میں بیٹھ گئے!
حمید نے مرد کر دیکھا۔ قاسم کی گاڑی موجود نہیں تھی۔

اردو فینز ڈاٹ کام



اس نے بڑی پھرتی سے لباس تبدیل کیا اور بڑا روم کے ایک گوشے سے چھوٹا سا سوت کیس اٹھا کر فلیٹ کے عقبی حصے والی گیلری میں نکل آئی۔ پھر چکردار زینے طے کر کچھ پہنچی اور گلی سے گذرتی ہوئی سڑک پر پہنچ گئی۔ گلی کے سامنے ہی ایک شاندار روپرائیس اسٹارٹ ہوئی تھی اور شاید حرکت میں آنے ہی والی تھی کہ وہ جھپٹ کر اس کے قریب پہنچی اور ڈرائیور کرنے والے سے گھگھیا کر بولی۔ مجھے افت چاہیے پلیز..... ضرور! وہ بوکھلا کر بولا اور ہاتھ بڑھا دوڑھا دھوکھوں دیا۔ وہ اس کے قریب بیٹھا گئی لیکن گاڑی کی رفتار پکڑ لینے کے بعد ہی اس کی طرف توجہ دے سکی تھی۔ جسمات دیکھ کر حواس باختہ ہو گئی۔ قدر چلنا ہے.....! دیو پیکر آدمی نے پوچھا! فی الحال سید ہے ہی! وہ ہاشمی ہوئی بولی۔ وہ سر ہلا کر رہ گیا پکجھ بولانہیں۔ گاڑی راستہ طے کرتی رہی۔ حجوری دیر بعد ماریہ نے پوچھا۔ آپ کو کہا جانا ہے۔ جدھر آپ کہیں۔ قاسم نے انگلش میں کہا۔ مصلحت انگلش ہی میں گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ یہ کیا بات ہوئی، میں کوئی فلکٹ نہیں ہوں۔ ضرورتا آپ سے افت لی ہے! ماریہ نے کسی قدر ترش روئی سے کہا۔ میں بھی بد معاش نہیں ہوں۔ قاسم جلدی سے بنوا۔ مطلب یہ تھا کہ جہاں آپ کہیں گی پہنچا دوں گا۔

شکریہ۔ بس سید ہے ہی چلتے رہیے۔ ماریہ نے کہا اور گود میں رکھے ہوئے سوت کیس کو کھولنے لگی۔ اس طرح کھول رہی تھی کہ قاسم کو خبر نہ ہونے پائے۔ پھر ہاتھ سوت کیس کے اندر کچھ تلاش کرنے لگا۔ انگلیاں پستول سے مس ہوئی اور وہ اس کے دستے کو گرفت میں لے کر بے حس و حرکت بیٹھی رہی۔

قاسم خاموشی سے ڈرائیور کر رہا تھا۔ حجوری دیر بعد وہ اکتائے ہوئے لجھ میں

پستول ہے.....! مگر کیوں؟ وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ خاموشی سے چلتے رہو! اس نے پستول کی نال کا دباؤ بڑھاتے ہوئے کہا۔ میں سمجھ گیا۔ قاسم نہس کر بولا۔ کیا سمجھ گئے!

شہر کے باہر تمہارے آدمی موجود ہوں گے اور وہ مجھے لوٹ لیں گے۔ لیکن کیا فائدہ..... میرے پس میں صرف اڑھائی ہزار روپے ہیں..... کہوتے ہیمیں نکال کر دے دوں زیادہ بات بڑھانے کی کیا ضرورت ہے۔ تم غلط تمجھے ہو۔ میں رہن نہیں ہوں۔ پھر یہ پستول کیوں؟ بس میں تمہیں اپنی مرضی کا پابند رکھنا چاہتی ہوں۔ ویسے بھی تو رکھ سکتی ہو۔ میں عورتوں کی بہت عزت کرتا ہوں۔ جہاں لے جانا چاہو لے جاسکتی ہو۔ سو میل دو سو میل..... چار سو میل۔ دس گیلان پڑوں ڈگی میں بھی موجود ہے وہ ختم ہو جائے گا تو اور خریدا جا سکتا ہے۔

تم کیا کرتے ہو؟.....

لیٹا رہتا ہوں.....

یعنی کچھ نہیں کرتے.....

یہ بات ہے! پھر یہ رو لز کہاں سے آئی.....!

میرے باپ نے خرید کر دی ہے.....!

اوہو..... باپ کیا کرتے ہیں.....

عاصم مائی انڈسٹریز کے مالک ہیں.....

ارے اوہ میں سمجھ گئی..... تم قاسم ہو..... میں نے تمہارے متعلق بہت کچھ سن رکھا تھا! اس نے کہا اور پستول ہٹاتی ہوئی بولی ”واقعی پستول کی کیا ضرورت ہے۔“

یہی تو میں بھی کہہ رہا تھا! اپنے روئینے کی معافی چاہتی ہوں۔ کوئی بات نہیں۔ میں ہر بات فوراً بھول جاتا ہوں۔ لیکن تم شہر کے باہر کیوں جا رہی ہو۔ جنگل میں رہوں گی۔ شہر کے لوگوں سے تنگ آگئی ہوں۔ کیا کوئی پریشان کرتا ہے! قاسم نے

غصیلے لجھے میں پوچھا۔

ہاں..... تم ٹھیک سمجھے! مجھے بتاؤ نالگیں چیر کر پھینک دوں گا۔ وہ طویل سانس لے کر رہ گئی۔ نہیں..... واقعی مجھے بتاؤ۔ اگر دس آدمی بھی ہوں تو..... دیکھوں گا۔ دراصل مجھ پر دیوالی طاری ہو جاتی ہے جب میں آدمی کے کمینہ پن پر غور کرتی ہوں۔ میں نہیں سمجھا۔ اسی دیوالی میں گھر سے نکل آئی ہوں۔ اب اوہر کارخ نہیں کروں گی۔ جنگل میں رہوں گی۔ یہ بہتر ہے کہ مجھے جنگل کے جانور کھا کر اپنا پیٹ بھر لیں۔ لیکن میں آدمی کا شکار نہیں ہونا چاہتی۔

ارے نہیں جنگل میں کہاں رہیں گی۔

پھر کہاں جاؤں..... اپنا گھر تو چھوڑ چکلی ہوں۔

کوئی عزیز رشتہ دار.....! کوئی بھی نہیں ہے۔ میں یورپیں ہوں..... یورپ سے مجھے نفرت ہے اور ایشیان مجھے کھانا جانا چاہتے ہیں۔ یہ تم انگلش میں باتمیں کیوں کرنے لگے اردو بولو۔ مجھے انگریزی سے نفرت ہے اردو سے پیار ہے!

اچھا..... اچھا اردو بولوں گا۔ یقین میری جندگی میں تم جنگل میں نہیں رہ سکتیں!

نہیں نہیں! تم بھی مرد ہو۔ آدمی ہو۔ خاص ایشیں ہو۔!

قاسم زور سے ہنسا اور دہاڑ کر بولا۔ اگر میں مرد ہوتا تو گھر سے کیوں بھاگا پھرتا، میں نہیں سمجھی۔ لوغ قہتے ہیں کہ میں صرف ایک پہاڑ ہوں گوشت کا۔ سارے، مرد ایسی ہی مکاری کی باتمیں کرتے ہیں۔ اچھی بات ہے تو پھر میں بھی تمہارے ساتھ جنگل میں رہ کر جنگلی جانوروں سے تمہاری حفاظت کروں گا۔

نہیں میں وہاں تنہا رہوں گی۔ بالکل نہیں۔ اس معاملے میں تمہارا پستول بھی مجھے نہ ڈرائے گا۔ ضد نہ کرو مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ ناممکن ہے مس.....! میرا نام ماری ہے، اردو میں بڑا خوفناک نام ہے.....!

میں نہیں سمجھی، مارشا یہ سانپ کو کہتے ہیں..... اس لیے ماریہ سانپ کی موئٹ

ہوئی۔ مجھے سے ہوشیار رہنا۔ ڈس لیتی ہوں۔

جان سے مار دو۔ پرواہ نہیں۔ لیکن میں تمہیں جنگل میں نہیں جانے دوں گا۔

قاسم نے بڑے خلاص سے کہا۔ پتہ نہیں کیوں میرا دل چاہتا ہے کہ تم پر اعتماد کروں۔ اس بھرپوری پر یہ دنیا میں تم پہلے آدمی نظر آئے ہو جس کی باتوں سے خلاص کی بوآ رہی ہے۔ ہمیشہ آتی رہے گی.....!

اچھا تو پھر تم مجھے کہاں لے چلنا چاہتے ہو.....؟ ایگل بیچ پر میرے کئی ہٹ ہیں۔ جس میں دل چاہے قیام کر لیما۔ لیکن میں بالکل مفلس ہوں۔ غصے میں صرف ایک چھوٹا سوت کیس انٹھا کر نکل کھڑی ہوں۔ کیا گھر پر اور کوئی نہیں ہے۔

کوئی بھی نہیں ہے بالکل تنہا ہوں اس دنیا میں۔ بالکل پرواہ مت کرو۔ اڑھائی ہزار روپے اسی وقت میری جیب میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ بھی جتنا چاہو مہیا کیا جاسکتا ہے۔ لیکن تم مجھے اپنے گھر کیوں نہیں لے جاتے۔ وہاں میری بد قسمتی بھی رہتی ہے۔ وہ بد قسمتا کو مطلع کر دے گی۔ بد قسمتی..... بد قسمتا..... میں نہیں سمجھی،

بیوی بد قسمتی ہے اور باپ بد قسمتا۔ وہ اسے فون کر دے گی اور وہ پتہ نہیں قیاس مجھے گا۔ اچھا..... اچھا میں سمجھ گئی۔ تو پھر ایگل بیچ کا کوئی ہٹ بھی مناسب رہے گا۔ تمہارا بہت بہت شکریہ کہ تم نے میری بات مان لی۔ اچھے آدمیوں کی قدر کرتی ہوں۔



ماریہ کی تلاش جاری تھی۔ حمید نے اس سلسلے میں اس فرائیسی والگو کو بھی ٹھوٹ لئے کی کوشش کی تھی جس کا پتہ شاداں سے معلوم ہوا تھا۔ اس نے ماریہ سے اپنی شناسائی کا اعتراف تو کر لیا لیکن یہ نہ بتا سکا کہ گھر پر موجود نہ ہونے کی صورت میں کہاں مل سکے گی۔ والگو ایک سنجیدہ اور خاموش طبع آدمی ثابت ہوا تھا۔ بہت دھمیے لجھے میں گفتگو کرتا تھا اور اسے اس پر حیرت تھی کہ ماریہ کی تلاش پولیس کو کیوں ہونے لگی۔

کیا الزام ہے اس پر؟ اس نے حمید سے سوال کیا۔

اس نے گل پوس سے ایک ایسا نیگیو روں غائب کر دیا ہے جسے پولیس کے قبضے میں ہونا چاہیے تھا۔ ماریہ نے غائب کر دیا ہے؟ والگو کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ پھر وہ آہستہ سے بولا! نہیں جناب! یہ غیر ممکن ہے ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ کس قسم کی غلط فہمی ہو سکتی ہے۔ حمید نے سوال کیا۔

رجیم گل اچھا آدمی نہیں ہے۔ اس نے خود ہی یہ حکمت کی ہو گی اور حالات کو ایسا رنگ دے دیا کہ شبہ برداہ راست ماریہ پر کیا جائے۔

اگر ایسا ہے تو وہ جواب دہی سے بچنے کے لیے فرار کیوں ہو گئی۔ رجیم گل اس قسم کی افواہیں پھیلا کر اسے روپوش ہو جانے پر آمادہ کر سکتا ہے۔ ماریہ بہت ڈرپُک ہے۔

تب حمید نے اسے بتایا کہ خود انہیں حل دے کروہ کس طرح غائب ہو گئی تھی۔ اگر یہ بات تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا.....! اس نے پر تفکر انداز میں۔ اور حمید نے ایک بار پھر نشووفاز اسٹوڈیوز کا رخ کیا۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ کچھ ہی دیر پہلے انور اور رجیم گل کے درمیان جھڑپ ہو چکی ہے اور یہ واقعہ شاداں کے دفتر میں ہوا تھا۔

شاداں دفتر میں موجود تھی۔ لیکن رجیم گل اور انور اب وہاں نہیں تھے۔ حمید کو دیکھ کر وہ بڑے دل آویز انداز میں مسکرائی۔ وہ جن ابھی تک تو نہیں آیا کہ تان

صاحب۔ آپ کی سردہبڑی نے اس کا دل توڑ دیا ہے! میں نے کیا کیا ہے۔ آپ ہمیں چھوڑ کر چلی گئی تھیں اب وہ کوئی پیشہ و رادا کا رتو ہے نہیں۔ پوری فلم اندھیری کو خرید لینے کی استطاعت رکھتا ہے۔

ہاں یہ بات تو ہے واقعی مجھ سے بڑی غلطی ہوئی تھی۔ خیر ہاں کرامہ رپورٹ انور کا کیا قصہ ہے۔ ارے بس کیا بتاؤں۔ اگر میں فتح بچاؤ نہ کراتی تو گل اسے مار دیتھا۔ کیا ہوا تھا۔ مار دیے کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ سنا ہے وہ آپ لوگوں سے گفتگو کرتے کرتے غائب ہو گئی۔ ہاں یہی ہوا ہے۔

بہر حال گل کہہ رہے تھے کہ آپ لوگ مار دی کو ہراساں کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اس پر انور کچھ بول پڑا تھا۔ میر امشورہ ہے کہ آپ مسٹر گل کو قابو میں رکھنے کی کوشش کیجئے اور ان کی لیبارٹری سے غائب ہوا ہے خواہ کسی طرح بھی ہوا ہو۔ لیکن ان کا کہنا ہے کہ رول ان کی لیب تک پہنچا ہی نہیں۔ وہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ کوئی ثبوت.....؟ ثبوت کے بغیر ہم کوئی بات نہیں کہتے۔ کیا ثبوت ہے۔ فی الحال اسے ظاہر نہیں کیا جاسکتا۔ بہر حال اب انور کی خیر نہیں۔ کیا مطلب۔ گل سے بھڑنا نہیں کھیل نہیں۔ اسکا مز جزل سے ان کے بہت اچھے اعلانات ہیں آپ لوگ بھی اس کے معاملے میں ذرا ہتھ اتر پہنچے گا۔ ہم لوگ تو ایسے لوگوں کو فوراً بند کر دیتے ہیں۔ میں نے آگاہ کر دیا ہے.....!

تو اب آپ کا خیال بھی یہی ہے کہ رول لیبارٹری سے نہیں غائب ہوا۔ میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ مار دی گل کو الجھانا چاہتی ہے۔ اور اسی لیے فرار ہو گئی۔ خدا جانے کیا چکر ہے۔ تو مسٹر حیم گل یہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ پلیز..... وہ ہاتھ اٹھا کر بولی پہلے میری بات سن لیجئے وہ اس لیے فرار ہو گئی کہ گل واقعی الجھ جائے نہ وہ آپ کے ہاتھ لے گی اور نہ اصل بات ظاہر ہو سکے گی۔ گل بدستور مشتبہ ہیں گے۔ اس سلسلے میں اس کی موجودگی یا عدم موجودگی سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

ضرور فرق پڑے گا یہ بات تو اسی نے مجھے بتائی تھی کہ رول لیبارٹری سے غائب ہوا ہے۔ جب کہ گل کا کہنا ہے کہ رول لیبارٹری تک پہنچا ہی نہیں۔ کیمرے ہی سے غائب ہو گیا تھا۔

خیر..... دیکھا جائے گا۔

گل کے خلاف ماریہ کے علاوہ اور کوئی بھی شاہد نہیں!

ہاں یہ بات تو ہے! حمید نے پر تشویش لجھے میں کہا۔ لہذا آپ لوگ گل کے معاملے میں محتاط رہیے گا۔ کوشش کریں گے۔ اب آئیں جن کی طرف.....!

آجائیے! حمید بے ولی سے بولا حقیقتہ اس دوران میں اس کا ذہن قاسم ہی میں الجھا رہا تھا۔ اس نے پچھلی رات نصیر بلڈنگ تک ان کا تعاقب کیا تھا۔ وہاں تک گیا تھا تو آسانی سے پیچھا چھوڑ نے والا نہیں تھا۔ یعنی فریدی کی جھٹکی سے بغیر راہ راست پر آ جانا کم از کم اس کے لیے ناممکنات میں سے ہوتا۔ پھر وہ اس طرح اچانک کیوں چلا گیا۔ جب وہ ماریہ کے فلیٹ سے نکلے تھے تو اس کی رواز وہاں موجود نہیں تھی۔ یہ بھی قاسم کی فطرت کے خلاف تھا کہ آج صحیح وہ حمید کے سر نہ ہوتا۔ پچھلی رات ہی کے کسی حصے میں فون نہ کرتا۔ بہر حال اس کی طرف سے یہ خاموشی بڑی غیر فطری لگ رہی تھی۔!

تو پھر کیا صورت ہو گی۔

تلی دلائے سے قابو میں آئے گا..... اور پہلے گھیرنا پڑے گا۔ لہذا میں اسے گھیرنے جا رہا ہوں۔ حمید اٹھتا ہوا بولا۔ ایسی بھی کیا جلدی.....! پھر وہ ہاتھ نہیں آئے گا۔ اس نے کہا اور شاداں کے آفس سے نکل آیا۔ جھوڑی دیر بعد ایک ڈرگ استور کے سامنے گاڑی روکی اور قاسم کو فون کرنے کے ارادے سے نیچے اتر آیا۔ کال رسیو کرنے والی اس کی بیوی تھی حمید نے قاسم کے بارے میں پوچھا۔ آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہوں گے! دوسری طرف سے غصیلی آواز آئی۔ میں کچھ

بھنی نہیں جانتا..... پچھلی رات دوڑھائی بجے کے قریب آئے تھے اور صبح پھر آٹھ بجے
کے قریب نکل گئے ناشتا بھنی نہیں کیا۔

بس یہی سب سے زیادہ حیرت انگیز واقعہ ہے کیونکہ صبح آنکھ کھلتے ہی وہ قریب
ترین آدمی کو کھا جانا چاہتا ہے۔ حمید نے کہا۔ میں نہیں جانتی کیا چکر ہے۔ کیا کروگی
جان کر ہر روز کوئی نہ کوئی چکر رہتا ہی ہے۔ میں سمجھی تھی شاید آپ نہیں قطعی نہیں
، اب میں دیکھو گا کیا بات ہے، مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اس طرح ہاتھ انھاؤں گی تو
کہیں نہ کہیں غرق ہی ہو جائے گا۔ اس کے باوجود بھی مجھے کوئی دلچسپی نہیں!
خیر خدا حافظ؟ کہہ کر حمید نے رابطہ منقطع کر دیا۔ وہاں سے وہ سیدھا دفتر
پہنچا تھا۔ فریدی نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا اور پھر میز پر رکھے ہوئے
کانفڑات کی طرف دیکھنے لگا۔

حمدہ رپورٹ دینے کے بعد بولا۔ قاسم کا معاملہ مجھے الجھن میں ڈال رہا ہے۔ کیا
کہنا چاہتے ہو۔ کہیں وہ اسی کے ساتھ فرار نہ ہوئی ہو۔ ہوں! فریدی اس کے
شانے پر نظر جمائے ہوئے پر تفکر لججے میں بولا! ممکن ہے اس کی گاڑی سامنے
پڑی ہو۔ افت مانگ کر ساتھ لے گئی ہو۔ لیکن ایسی صورت میں قاسم زیادہ سے
زیادہ اس جگہ کی نشاندہی کر سکے گا جہاں اسے اتنا را ہو گا اور وہ اتنی احمدی نہیں ہو سکتی
کہ عین اس جگہ گاڑی رکوانی ہو جہاں جانا تھا۔

میں کچھ اور سوچ رہا ہوں۔ وہ اسے بے وقوف بنا کر اسی کے سر بھی پڑ سکتی ہے۔
اچھا تو پھر؟ قاسم کو تلاش کرنا ضروری ہے۔ فریدی کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اردوی
نے کسی کا کارڈ لا کر اس کے سامنے رکھ دیا۔ ہوں بھیج دو۔ فریدی کا رد پر نظر
ڈالتا ہوا بولا۔

حمید نے میز پر جھک کر دیکھا اور پھر پیچھے ہٹ کر طویل سانس لی رحیم گل کا
کارڈ تھا۔ سختی سے ہونٹ پھینچے بیٹھا رہا۔ وہ اندر آیا اور فریدی نے اٹھ کر اس کا استقبال

کیا۔ مجبور احمدید کو بھی اٹھنا پڑا۔ ورنہ اس کے قصے سن کر اتنا غبار دل میں رکھتا تھا کہ کہیں اور ملاقات ہونے پر چھوٹتے ہی ایک آدھ ہاتھ جھاڑ دیتا۔ رحیم گل خاصاً قد آور تو انا آدمی تھا۔ عمر تیس اور چالیس کے درمیان رہی ہو گی۔ آنکھوں کی بناؤٹ کی بناء پر خاصاً کینہ تو ز معلوم ہوتا تھا۔ دہانے کے گوشوں کا جھکا جھکا ایسا ہی لگتا تھا جیسے مسلسل نفرت کا اظہار کیے جا رہا ہو۔

ماریہ کہاں ہے.....؟ اس نے کھڑے ہی کھڑے سوال کیا۔

یہ سوال مجھے آپ سے کرنا چاہیے۔ فریدی نے زم لجھے میں کہا ”تشریف رکھیے میں یہاں کسی سو شل وزٹ پر نہیں آیا،“ وہ سانپ کی طرح پھچھ کارا۔ حمید نے فریدی کی طرف دیکھا جس کے ہونتوں پر عجیب سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی وہ خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔ میں پوچھتا ہوں ماریہ کہاں ہے؟

جواب دی سئے بچتے کے لیے فرار ہو گئی! فریدی بولا۔ کیسی جواب دی۔ کیا ضروری ہے کہ آپ ہر شہری کو پریشان کرتے پھریں۔ یہ بات اسی نے مس شاداں کو بتائی تھی کہ روں لیب سے غائب ہو گیا۔ جس نے دونوں کی فنتگلو سنی تھی اس نے ہمیں اطلاع دے دی۔

کس نے اطلاع دی تھی۔ ہم اپنے مخربوں کے نام ظاہر نہیں کرتے۔ میرے خلاف کسی قسم کی سازش ہو رہی ہے روں کیمرے سے غائب ہوا تھا لیب تک نہیں پہنچا۔ کیا آپ اسے بھی جھٹا دیں گے جس نے خود آپ کو روں دیا تھا! اوہ..... میں نہیں جانتا وہ کون ہے جس نے یہ دعویٰ کیا ہے۔ فریدی نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجا لی۔ اردوی اندر آیا۔ فریدی نے اس سے کہا مقصود صاحب کو یہاں لے آؤ۔

اردوی چلا گیا۔ اچھا اچھا رحیم گل سر ہلا کر بولا۔ یہ مقصود شاید راشد کا پروڈکشن نیجگر ہے۔ آپ ٹھیک سمجھے۔ اگر اس نے ایسی اطلاع دی ہے تو جھوٹا ہے! اگر سچا ہے تو رسید ہو گی اس کے پاس۔ میرے یہاں بے ضہ طگی نہیں ہوتی۔ مجھے علم ہے کہ انکم

لیکس بچانے کے لیے کیا کچھ نہیں ہوتا۔ یہ بھی الزام ہے اس سلسلے میں آپ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔

مجھے آپ کے انکم لیکس سے کوئی سروکار نہیں! اور اس معاملے میں کوئی بے ضابطگی نہیں ہوتی کیونکہ مقصود کے پاس روں کی رسید موجود ہے۔
اوہ.....! اس کامنہ کھل گیا لیکن جلد ہی اپنی حالت پر قابو پا کر بولا۔ تو میرے گرد جال بن جا رہا ہے۔

اب آپ الزام تراشی پر اتر آئے۔ فریدی مسکرا کر بولا۔ خیر..... خیر میں دیکھوں گا۔ آپ کیا دیکھیں گے مسٹر حیم گل! فریدی آگے جھاک کر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا آہستہ سے بولا۔ انسپکٹر جزل.....!

بس۔ فریدی ہاتھا کھا کر بولا، میرے معاملات میں صدر مملکت کے علاوہ اور کوئی مداخلت نہیں کر سکتا۔ وہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ راشد پروڈکشن کا منیجر مقصود کمرے میں داخل ہوا اور حیم گل کو دیکھ کر دروازے کے قریب ہی ٹھنک گیا۔

آئیے..... آئیے مسٹر مقصود۔ مجھے وہ رسید چاہیے جو آپ گل پروس سے ملی تھی۔ فراڈ بالکل فراڈ.....! حیم گل غرایا اور مقصود کو قہر آلوں نظر وہی سے دیکھنے لگا۔

مقصود نے جیب سے رسید کا کافر فراڈ کر فریدی کی طرف بڑھا دی۔ اور فریدی نے حیم گل سے کہا ”رسید کا نمبر نوٹ سیکھنے مسٹر گل اور جا کر رسید بک میں کا وہ نر فالک سے موازنہ کر لیجئے گا۔“

خدا کی پناہ اتنا لمبا فراڈ کیا گیا ہے۔ یعنی سچ مجھ میری رسید بک استعمال کی گئی ہے! فراڈ ثابت کرنے کے لیے آپ کو عدالت میں جانا پڑے گا مسٹر گل۔ فریدی نے بے حد نرم لجھ کہا اور اس وقفے میں کیا ہو گا۔ غالباً آپ جانتے ہوں گے۔ کیا ہو گا۔ آپ بندر ہیں گے ضمانت بھی نہیں ہو سکے گی۔ میں دیکھتا ہوں۔ وہ اٹھنے کو ہوا۔ نہیں مسٹر گل۔ آپ یہاں سے نہیں جا سکتے۔

کیا مطلب.....؟

خود کو زیر حراست سمجھئے۔

یہ ناممکن ہے!

ناممکنات کو ممکن بنانے ہی کے لیے ہم یہاں بحثائے گئے ہیں مسٹر گل۔ فریدی نے کہا اور مقصود سے بولا آپ جاسکتے ہیں۔ وہ بولکھائے ہوئے انداز میں سلام کر کے چلا گیا۔ رحیم گل کسی ایسے درندے کی ہانپ رہا تھا جسے چاروں طرف سے لگھیر لیے جانے کا احساس ہو گیا ہو۔ حمید خاموش بیٹھا سب کچھ دیکھتا رہا تھا۔ وفعۃ بولا! تھکریاں نکالوں! تھکریوں کی ضرورت نہیں! وہ تو شہیر کے لیے لگائی جاتی ہیں۔ فریدی نے پرسکون لجھے میں گارڈز کو بلا کران کے حوالے کر دو۔ یہ زیادتی ہے.....؟ رحیم گل کسی قدر ڈھیلار پڑ کر بولا۔ زیادتی تو آپ کر رہے ہیں مسٹر گل۔ یقین سمجھئے میں آپ سے اسے علاوہ اور کچھ نہیں چاہتا کہ آپ سچی بات بتا دیں۔ ممحنے یقین ہے کہ خود آپ نے رول غائب نہیں کیا۔

رحیم گل اب..... خاصا نارمل نظر آنے لگا تھا۔ تیکھے خطوط ڈھیلے پڑ گئے اور آنکھوں کی خشمیں گیس بھی زائل ہو گئی تھیں۔

مقصود نے ممحنے رول دیا تھا۔ وہ آہستہ سے بولا۔ لیکن وہ حیرت انگیز طور پر غائب ہو گیا۔ پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ کون غائب کر سکتا ہے اور کیوں؟ میں نہیں جانتا۔ صاف ظاہر ہے کہ کوئی آپ کو الجھانا چاہتا ہے۔

لیکن وہ ماری نہیں ہو سکتی! تو پھر اس طرح فرار کیوں ہو گئی۔ بہت جلد خوفزدہ ہو جاتی ہے۔ مسٹر گل..... وہ بہت جلد خوفزدہ ہو جانے والیوں میں سے نہیں معلوم ہوتی۔ خدا جانے..... کیوں.....! کچھ نہیں۔ آپ کے حق میں یہی بہتر ہو گا کہ اس کو تلاش کرنے میں ہم سے تعاون کریں۔ ہاں اب کسی نہ کسی طرح اپنے رجسٹر میں اس روں کی وصولیابی کا اندرج کر لیجئے۔ اس سے کیا ہو گا؟ آپ کو صرف یہ بیان

دینا ہوگا کہ آپ کی علمی میں وہ رول غائب ہو گہا۔ اور پھر.....!

پھر یہ کہ آپ حرast میں نہیں لیے جائیں گے ابھی تحریری بیان دے دیجئے۔ حمید کو ایسا لگا جیسے عین کھیل کے دوران فٹ بال کی ہوا نکل گئی ہو۔ سخت مایوسی ہوئی تھی رحیم گل کے روئے سے۔ وہ تو سمجھا تھا کہ اب اس کے خلاف دل کاغبار نکالنے کا موقع ملے گا۔ لیکن شاید فریدی ہی نہیں چاہتا تھا کہ اسے حرast میں لیا جائے لہذا شخص اعتراف کرالینے کے لیے اتنا کھڑاگ کیا تھا۔ ظاہر ہے کہ رول کی رسید غیر قانونی طریقے سے بنوائی گئی تھی۔ اور لیبارٹری کے کسی ملازم پر کچھ رقم صرف کیے بغیر نہ کام نہ ہو سکا ہوگا۔

رحیم گل نے اپنا بیان خود ہی لکھا۔ وسخن کیے اور چپ چاپ چلا گیا۔

میں دو نہیں دے سکتا! حمید براسامنہ بناؤ کر بولا۔ واقعی آپ اس سے مرجوب ہو گئے تھے۔ برخوار میں تشدید کرنے کی مشین نہیں ہوں تشدید اسی صورت میں کرتا ہوں جب حکمت عملی کا رگ نہیں ہوتی۔

اس وقت مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے۔ جیسے کسی مزار کے متوالی کی خدمت میں حاضری دے بیٹھا ہوں۔ وقت ضائع نہ کرو.....! اب کرنے کو رہا ہی کیا ہے۔ یقین کرو کہ اس سلسلے میں فلم انڈسٹری ہمارا میدان ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیا مطلب.....! تم ان سپاہیوں کی لاشوں کو کیوں بھول جاتے ہو.....؟ تو گویا حقیقت وہ نہیں ہے جو نظرؤں کے سامنے ہے!

شاید ایسا ہی ہو..... لیکن ما ریا اس سلسلے کی ایک کڑی ضرور ہو سکتی ہے۔ جس کی انتہا تک ہم پہنچنا چاہتے ہیں۔ میں نہیں سمجھا! وہ رول شخص اس لیے نہیں غائب کیا گیا کہ رحیم گل پھنس جائے۔ آپ یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے۔

اچھی بات ہے! فی الحال اسے مفروضہ ہی سمجھ لو۔ لیکن ہمیں اسی مفروضے سے ابتدا کرنی ہے کہ کیمرے نے کوئی اہم شہادت عکس بند کی ہوگی۔

حمدید کچھ نہ بولا۔ چاروں کا نسلیلوں کی اموات کے بارے میں وہ پہلے بھی سوچ چکا تھا۔ حمودی دیر خاموش رہ کر بولا۔ اچھا اب مجھے بھی کچھ فرض کر لینے دیجئے کیونکہ ہم اپنی گاڑی مفروضوں ہی کے سہارے آگے بڑھاتے ہیں۔ فرض کیجئے قاسم ہی نے کہیں لے جا کر اسے چھپایا ہے تو کہاں لے گیا ہو گا۔

تمہارے سوچنے کی بات ہے! تم اسے مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔ بہت دیر سے سوچ رہا ہوں..... ایگل بیچ پر اس کے کئی ہٹ ہیں۔ اس کے باپ کے غیر ملکی مہمان وہیں قیام کرتے ہیں..... اوہ..... معلوم ہو جائے گا۔ آپ فکر نہ کر کیجئے! حمید چنکی بجا کر بولا۔ کیا معلوم ہو جائے گا۔ ان پس میں قیام کرنے والوں کا حساب بیچ ہوئی میں چلتا ہے۔ بیچ ہوئی سے معلوم ہو جائے گا کہ کس ہٹ کا حساب کب سے چل رہا ہے۔

ادو پیزنس ڈاٹ کام



رجیم گل، فریدی کے آفس سے نکل کر اپنی گاڑی میں بیٹھا اور بے خیالی میں اچانک ایک جانب چل پڑا۔ اتنی بڑی شکست کبھی نصیب نہیں ہوئی تھی۔ دم گھٹ رہا تھا۔ ایسا محسوس کر رہا تھا جیسے آپ کبھی کسی کو منہ نہیں دکھا سکے گا۔ لیکن ساتھ ہی اس نکلتے پر بھی غور کر رہا تھا کہ ماریہ فرار کیوں ہو گئی۔ فریدی سے اس نے ماریہ کے ڈرپوک ہونے کے بارے میں غلط بیانی کی تھی۔ ماریہ ہرگز ڈرپوک نہیں تھی۔ لیکن کیا روں خود اس نے غائب کیا تھا۔ لیکن فرار کیوں ہو گئی..... کیا وہ روں اس وقت بھی اس کے فلیٹ میں موجود تھا۔ جب فریدی اس سے پوچھ گچھ کے لیے وہاں گیا تھا۔ ضرور یہی بات تھی۔ وہ اس روں سمیت ہی وہاں سے فرار ہوئی ہوگی۔ محض روں کے لیے فرار ہوئی ہوگی۔ ورنہ وہ اتنی احمق نہیں ہو سکتی۔ روں اس کی تحویل سے غائب ہوا تھا۔ ماریہ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں تھی۔ وہاں اس سے یہ غلطی ضرور ہوئی تھی کہ اس کی گمشدگی کے بارے میں صرف ماریہ کو بتا دیا تھا اور اس اعتقاد کے ساتھ وہ اس کا تذکرہ کسی سے نہ کرے گی لیکن اس نے شاداں کو بتا دیا اور اس طرح بتایا کہ کوئی اور بھی سن لے اوہ جہنم میں جائے۔ اس کی کتفی تو ہیں ہوئی تھی اور اسے اپنی طبیعت پر جبر کر کے کتنا جھکنا پڑا ہے..... کس قدر چالاک آدمی ہے یہ کرنل فریدی۔ ظاہر ہے کہ اس نے وہ رسید غیر قانونی طور پر حاصل کی ہوگی۔ لیکن اس رسید کی بنابر وہ اسے حرast میں رکھ سکتا تھا جب تک رسید کا جعلی ہونا ثابت ہو جاتا اور یہ کارروائی عدالت میں ہوتی اور وہ ریمانڈ پر ریمانڈ لیتا رہتا۔۔۔۔۔ بہر حال آپ وہ اس رسید کے سلسلے میں کرنل فریدی کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ اپنا تحریری بیان دے چکا تھا۔۔۔۔ عجیب سی پڑھ مردگی ذہن پر طاری ہونے لگی تھی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اس کے اندر کوئی کمی واقع ہو گئی ہو۔ آرلچو کے قریب اس نے گاڑی روکی۔ اندر پہنچ کر رسید ہمار کی طرف چلا گیا۔

”ڈبل گپ وہ سکی“ اس نے بارٹنڈر سے کہا۔ اور کاؤنٹر کے قریب پڑے ہوئے اسٹولوں میں سے ایک پر بیٹھ گیا۔ قریب ہی کچھ اور لوگ بھی بیٹھے پی رہے تھے۔ دو سفید فام غیر ملکی بھی اس کے پیچھے ہی آئے تھے اور انہوں نے بھی کچھ طلب کیا تھا۔ رجیم گل وہ سکی کی چسکیاں لیتا رہا۔ آہستہ آہستہ ذہنی اضحاں دور ہو رہا تھا۔ گاس خالی کر کے کاؤنٹر پر رکھ دیا اور بل کی رقم ادا کر کے واپسی کے لیے اٹھا ہی تھا کہ ایک غیر ملکی اس کے برابر آکھڑا ہوا۔ وہ اس کی طرف توجہ دینے بغیر صدر دروازے کی طرف چل پڑا تھا۔ اس کے وجود کا احساس تو اس وقت ہوا جب وہ اس سے بالکل ہی لگ کر چلنے لگا۔ رجیم گل نے ایک طرف ہننا چاہا لیکن کوئی چیز اس کے باسیں پہلو سے چھیننے لگی۔ اور غیر ملکی آہستہ سے بولا ”بے آواز پستول کی نالی ہے۔ چپ چاپ چلتے رہو۔“

رجیم گل اسے سنھیوں سے دیکھتا ہوا چلتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ فٹ پا تھو پر آگئے اور اب وہ دونوں سفید فارم غیر ملکیوں کے درمیان چل رہا تھا۔ اس کا کیا مطلب ہے وہ جھنجھلا کر بولا۔ بے آواز فائر ہو گا اور تم ڈیپر ہو جا گے ورنہ خاموشی سے چلتے رہو۔ اسی طرح وہ اسے ایک لمبی ساہ گاڑی کے قریب لائے۔ ان میں سے ایک نے دروازہ کھولا اور پہلے خود اندر بیٹھ کر سیٹ کے دوسرے گوشے تک سرک گیا۔ پھر رجیم گل سے بیٹھنے کو کہا گیا۔ آخر تم چاہتے کیا ہو؟۔

بیٹھو۔ غیر ملکی غرایا اور اس کی کمر پر پستول کا دباو بڑھ گیا۔ پستول غیر ملکی کے کوٹ کی جیب میں تھا۔ طوعاً کرہاً رجیم گل گاڑی میں بیٹھ گیا۔ اس کے بعد وہ گاڑی میں بیٹھا تھا۔ جس کے جیب سے پستول کی نال اس کے پہلو میں چھپتی رہی تھی۔ تیرا آدمی ڈرائیونگ سیٹ پر تھا۔ گاڑی فرائی بھرتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

آخر چکر کیا ہے۔! رجیم گل نے غصیلے لمحے میں پوچھا۔ مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟۔ خاموش بیٹھے رہو۔۔۔ پستول والا گرایا۔

رجیم گل خائف نہیں تھا۔ لیکن اس قسم کی غنڈہ گردی کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔
بھلا یہاں سفید فام غیر ملکی اس قسم کی حرکتیں کیوں کرنے لگے۔ گاڑی ایک ایسی
عمارت کی کپاؤندہ میں داخل ہوتی تھی جس کی دیواریں بہت اوپچی تھیں۔ سڑک پر
سے اندر کے حالات نظر نہیں آ سکتے تھے۔

رجیم گل کو اسی طرح گاڑی سے نیچے اتارا گیا جس طرح سوار کرایا گیا تھا اور پھر
اسے اس عمارت کے اندر لائے۔ یہاں ایک اور سفید غیر ملکی شاید اسی کا منتظر تھا وہ
اس خاموشی سے دیکھتا رہا اور قبل اس کے کہ رجیم گل اس سے اس حرکت کے بارے
میں پوچھتا وہ سوال کر بیٹھا۔ ماریہ کہاں ہے؟ کیا مطلب.....؟ رجیم گل چونک کر
بولा۔

میری بات کا جواب دو۔ میں نہیں جانتا وہ کہاں ہے! اس آدمی نے رجیم کے
پچھے کھڑے ہوئے آدمی کو اشارہ کیا اور اس نے اچھل کر رجیم گل کی کمر پر لات رسید
کر دی۔

رجیم گل منہ کے بل فرش پر گرا اور پھر اس پروخت طاری ہو گئی۔ یہ بھی بھول گیا
کہ پستول کے زور پر یہاں تک ادا یا گیا ہے اٹھا اور پاس کھڑے ہوئے سفید فام پر
ٹوٹ پڑا..... اور پھر وہ سب آپس میں گلڈم ہو کر رہ گئے تھے..... یہاں تین ہی
تھے۔ گاڑی ڈرائیور کرنے والا باہر ہی رہ گیا تھا۔ رجیم گل ان پر بھاری پڑ رہا تھا دفعۃ
پستول بھی نکل آیا اور اس دوران رجیم گل کو ہوش بھی آ گیا تھا ”رُک جاؤ اور اسے
وارنگ دی گئی ورنہ گولی مار دی جائے گی۔“

رجیم گل ان سے کسی قدر دور رہت کر کھڑا ہو گیا اور اپنے ہاتھوں پر اٹھا دیئے۔
تمیرا آدمی سفا کانہ انداز میں مسکرا کر بولا۔ بہت بے جگہ معلوم ہوتے ہو اور بے
وقوف بھی۔ جب میں جانتا ہی نہیں کہ ماریہ کہاں تو اس کے علاوہ اور کرتا بھی کیا۔
تمہیں میری بات پر یقین نہیں آیا تھا۔ رجیم گل نے غصیلے لمحے میں کہا ”پولیس کو بھی

ماریہ کی تلاش ہے اور پولیس سے بھی دھمکیاں سن چکا ہوں۔“
بیٹھ جاؤ۔ اس آدمی نے کرسی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

رجیم گل خاموشی سے بیٹھ گیا وہ اپنا دماغ ٹھنڈار کھنے کی کوشش میں لگا ہوا تھا۔ تو
کرنل فریدی کے آفس میں گئے تھے وہ آدمی اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ ہاں
میں وہاں کرنل فریدی سے ماریہ کے بارے میں پوچھنے گیا تھا۔ کرنل فریدی کیا
جانے۔ کیا وہ اس کی حراثت میں ہے۔ نہیں اسے بھی ماریہ کی تلاش ہے۔ تم نہیں
جانتے کہ وہ کہاں ہے، میں نہیں جانتا! لیکن آخر چکر کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہی رول!
وہ آدمی مسکرا کر بولا۔

اوہ.....! رجیم گل ہونٹ سکوڑ کر رہ گیا۔ پھر بولا تو یہ حقیقت ہے کہ رول ماریہ ہی
نے چڑایا ہے۔ ہاں وہ اسی کے پاس ہے اور ہر قیمت پر ہمیں چاہیے۔ پہلے وہ
ہمارے مقرر کردہ معاملے پر تیار ہو گئی تھی لیکن رول چڑائیں کے بعد اس نے مطالبه
برٹھا دیا۔ اس کے بعد غائب ہوئی۔ مولانا ہم اسے منہ مانگی قیمت ادا کر دیتے۔
اس کا کیا مطالبہ تھا۔

دس ہزار.....

اور تم کیا دینے والے تھے۔

تین ہزار.....

اب میں سمجھ گیا! رجیم گل کو نہیں آگئی۔

کیا سمجھ گئے۔ وہ اسے گھورتا ہوا بولا۔

پولیس اچانک اس کے فلیٹ میں پہنچی تھی۔ خانہ تلاشی کے ڈر سے وہ اس رول
لے کر وہاں سے بھاگ نکلی۔ کرنل فریدی کر جل دے گئی۔ وہ خود گیا تھا۔

پولیس کے معتوب ہو۔

کیوں نہ ہوتا جب کہ وہ رول میری تھوڑے سے غائب ہوا ہے میں نے تو بات بنانے کی کوشش کی تھی۔ پروڈکشن فیجیر سے جھوٹا بیان دلوادیا تھا کہ رول کیمرے ہی سے غائب ہوا تھا لیکن یہاں بھی ماریہ ہی کی وجہ سے چوٹ ہوئی۔ کیوں اس نے کیا کیا۔

میں تو نہیں جانتا تھا کہ رول اسی نے چرایا ہے۔ لہذا اس کے غائب ہو جانے کے بعد اس سے پریشانی کا اظہار کیا تھا۔ ساتھ ہی تاکید کردی تھی کہ کسی سے اس کا ذکر نہ کرے۔ لیکن اس نے میری بہن سے تذکرہ کر دیا اور ان کی گفتگو کسی تیرے نے بھی سن لی اس طرح بات کرنل فریدی تک جا پہنچی۔

اوہ تو یہ قصہ ہے واقعی وہ بالکل احمد معلوم ہوتی ہے کہ میں کرنل فریدی کے ہاتھ ہی نہ لگ جائے۔ ہو سکتا ہے! رجیم گل بیزار سے بولا۔ ماریہ کے خلاف اس کے سینے میں نفرتوں کے طوفان امنڈ رہے تھے۔ ہاتھ لگ جاتی تو خود ہی اس کی ہڈیاں توڑ دیتا۔ ”اے تلاش کرنے میں ہماری مدد کرو۔ دس ہزار تم دنوں میں برابر تقسیم کر دیئے جائیں گے۔“

پانچ ہزار یا دس ہزار کی کیا وقعت ہے میری نظر میں، اتنی رقومات تو میں جوئے کی میز پر پا رہتا ہوں۔ پھر ہم کچھ زیادہ سوچیں گے۔

میں یہ کام مفت کروں گا۔ رجیم گل اسے گھوڑتا ہوا بولا۔ لیکن یاد رہے اگر وہ رول ہماری بجائے کرنل فریدی کو پہنچا تو تمہاری خیر نہیں۔ اپنے گھر میں بھی تمہاری موت واقع ہو سکتی ہے۔ ماریہ کے سلسلے میں ہم سے غلطی ہو گئی۔ ہمیں اس کی بجائے تمہارے کسی ملازم سے بات کرنی چاہیے تھی۔

مجھے کرنل فریدی سے کیا ہمدردی ہو سکتی ہے۔ میں ہر اس شخص کا دشمن ہوں جو مجھے کسی طرح بھی دھمکانے کی کوشش کرے۔

تم ایسے ہی معلوم ہوتے ہو! وہ سر ہلا کر بولا۔

کیا ماریہ تمہیں لوگوں سے تعلق رکھتی ہے۔

نہیں کسی کے توسط سے ہم نے اس سے بات کی تھی۔

تو پھر اسے میرے حوالے کر دینا! مطلب یہ کہ تمہیں تو صرف اس روں ہی سے سروکار ہو گا۔ بالکل وہ سر ہلا کر بولا۔ ماریہ ہمارے لیے کوئی معنی نہیں رکھتی۔ بس تو پھر ٹھیک ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ صحیح و سالم حالت میں پولیس کے ہاتھ نہ لے گے۔ تمہاری یہ خواہش پوری ہو جائے گی۔ اور تمہارے دس ہزار بھی فیج جائیں گے۔ رجیم گل آہستہ سے بولا۔

اردو فینڈز ڈاٹ کام



نیچ ہوٹل کا نیجر جمید کو پہچانتا تھا۔ اس لیے اسے یہ معلوم کر لینے میں قطعاً کوئی دشواری نہ ہوئی کہ پچھلی رات سے کس ہٹ کا کاؤنٹ کھلا ہے! عاصم انڈسٹریز کے مخصوص واوچر زپر حساب چلتا تھا اور ادا نیگیاں ماہانہ بنیاد پر ہوتی تھیں۔ ہٹ نمبر ستائیکس غائب اس سے زیادہ شامدار ہٹ تھا۔ اس نے ہوٹل ہی سے فون پر ہٹ کے نمبر ڈائل کیے اور ریسیور کان سے لگائے کھڑا رہا۔

ہالو، دوسری طرف سے قاسم کی آواز آئی اور جمید نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ تو وہ ہٹ میں موجود تھا! جمید ہوٹ سے نکل کر سیدھا اسی طرف چل پڑا۔ پہلے یقین کر لینا چاہتا تھا کہ ماریبھی ہٹ میں موجود ہے یا نہیں۔ اس کے لیے براہ راست دروازے پر جا کر دستک دینا مناسب نہ معلوم ہوا۔ اگر وہ موجود ہوئی تو قاسم کو سنبھال لینا تنہا اس کے بس کاروگ نہ ہوگا۔ ہٹ کے قریب پہنچنے سے قبل ہی اس نے دونخے ننھے اسپرنگ نکالے اور ناک کے نہتھوں کے اندر مخصوص جگہوں پر فٹ کر لیے۔ ناک کی نوک اس طرح اوپر اٹھی کہ اس کے ساتھ تھی اور پری ہونٹ بھی کسی قدر اوپر اٹھ گیا اور دانت و کھانی دینے لگے۔ یہ اس کاریڈی میڈ میک اپ تھا۔

یہ میک اپ شکل میں ایسی تبدیلی لایا تھا کہ ماریبھی اسے نہ پہچان سکتی اور پھر اسے فی الحال ان دونوں سے دور رہ کر ہی انہیں نظروں میں رکھنا تھا۔ ہٹ نمبر ستائیکس کے سامنے والا ہٹ مغلل تھا وہ اسی کے برآمدے میں اس طرح بیٹھ گیا تھا جیسے چلتے چلتے تھک گیا ہو۔ جھوڑی دیر بعد اس نے قاسم کا قہقهہ سنائیں اس کے ساتھ کوئی دوسری آوازنیں تھیں۔

وہ کچھ کہہ بھی رہا تھا لیکن اس کے الفاظ صاف طور پر نہیں سنائی دیتے تھے۔ تنہائی میں بھی قاسم قہقهہ لگا سکتا تھا لیکن بولنے کا انداز ایسا نہیں تھا کہ کسی دوسرے کی

عدم موجودگی پر دلالت کرتا۔ کوئی اور بھی ضرور تھا اس کے ساتھ۔ لیکن دوسری آواز نہ سنائی دی۔ حمید نے جیب سے تمباکو کی پاکوچ نکالی اور سگریٹ روپ کرنے لگا۔ میک اپ ریڈی میڈ ہو یا مستقل وہ پاپ استعمال نہیں کرتا تھا۔ ایسے موقع کے لیے سگریٹ کے کاغذ کا پیکٹ بھی پاکوچ میں ڈالے رکھتا تھا۔

قریباً دس منٹ بعد اس نے کسی عورت کا قہقہہ بھی سنا اور دروازہ کھلتے دیکھ کر دوسری طرف متوجہ ہو گیا۔

قاسم باہر نکلتا ہوا انگلش میں کسی سے کہہ رہا تھا ”بے فکری سے رہو، میں ان لوگوں کو تلاش کروں گا..... وہ تمہاری رقم ہضم کر کے اس شہر میں نہیں رہ سکیں گے! میں بہت جلد واپس آ جاؤں گا بے فکر رہو.....“

میں آج رات تنہائیں گزار سکوں گی۔ ہٹ کے اندر سے آواز آئی۔ حمید نے سنکھیوں سے دیکھا لیکن عورت نہ دکھائی دی قاسم تو باہر ہی کھڑا ہوا تھا۔

میں گھر میں کہہ دوں گا کہ کام سے شہر کے باہر جا رہا ہوں! قاسم نے کہا اور اپنی گاڑی کی طرف چل پڑا۔ ہٹ کا دروازہ آواز کے ساتھ بند ہوا تھا۔ پھر بولٹ سر کنے کی آواز بھی صاف سنائی دی۔

قاسم کی گاڑی وہاں سے چلی گئی! حمید ماریہ کی آواز پہچان چکا تھا۔ اس نے سوچا فریدی کو مطلع کر دینا چاہیے۔ اگر خود اس نے اپنی مرضی سے کوئی قدم اٹھایا اور بات بگزگئی تو اچھا نہ ہو گا۔

وہ اٹھ کر بیچ ہوٹل کی طرف چل پڑا۔

تحوڑی دیر بعد فون پر فریدی سے کہہ رہا تھا کہ میر اندازہ درست تھا! جیسا بیچ ہوٹل، سڑواں، ساہوا، اسکر وقت وہ ہٹ میں نہیں تھا۔ میں تنہا ہوا..... قاسم حل

ہونے کی آواز آئی۔

حمدید پھر اسی مقام پر واپس آگیا جہاں سے نگرانی کرتا رہا تھا۔ قاسم کے ہٹ کا دروازہ بدستور بند رہا۔ کھڑکیوں پر پردے پڑے ہوئے تھے۔ وہ کسی کھڑکی میں نہ دکھائی دی۔ خاصی محتاط معلوم ہوئی تھی۔ ویسے حمید سوچ رہا تھا کہ قاسم کو علم ہے کہ ماریہ پولیس کو مطلوب ہے کیا اس نے اسے بتا دیا ہو گا! کیا قاسم دیدہ دانستہ اس کی اعانت کر رہا ہے؟

وقت گذرتا رہا اور اس کی بے چینی بڑھتی رہی۔ کہیں قاسم بھی سچ مجھ ملوث نہ ہو گیا ہو۔

فریدی کی گاڑی ہٹ سے خاصے فاسلے پر رکی ہوئی تھی۔ لیکن یہاں سے دکھائی دے رہی تھی حمید انٹھ کر اس کی جانب بڑھا اور ناک سے اسپر گنگ نکال کر جیب میں ڈال لیے۔

کیا وہ واپس آگیا.....! فریدی نے گاڑی سے اترتے ہوئے اس سے پوچھا۔
جی نہیں.....! چلو وہ آگے بڑھتا ہوا بولا۔ دونوں ہٹ کے دروازے پر رکے اور فریدی نے دستک دی! کون ہے.....؟ اندر سے پوچھا گیا!
میں ہوں! فریدی نے من و عن قاسم کی آواز کی نقل اتنا ری اور حمید نے عجیب نظروں سے اسے دیکھا۔

بولٹ سر کنے کی آواز آئی ہی تھی کہ فریدی نے دروازے کو زور سے دھکا دیا اور اندر گھستا چلا گیا۔ وہ لڑکھڑاتی ہوئی پیچھے ہٹ گئی اور پھر اس کا منہ حیرت سے کھل گیا!
”دروازہ بولٹ کر دو۔“ فریدی نے حمید کی طرف مڑے بغیر کہا۔
یہ..... یہ..... زبردستی.....! وہ ہکلا کر رہ گئی۔

ہم سے پیچھا چھڑا یہاں اتنا آسان نہیں ہے۔ م..... میں پچھلی رات بہت زیادہ خوفزدہ ہو گئی تھی..... اس لیے! روں ہمارے حوالے کر دو۔ لک کیا روں۔ وہی جسے

تم مگل پروس سے اڑایا تھا۔ یہ درست نہیں ہے۔ اس کے باوجود بھی تم اس معاملے کے صاف ہونے تک حرast میں رہو گی۔ مل۔ لیکن.....! بہتری اسی میں ہے کہ روں ہمارے حوالے کر دو ورنہ بہت پریشانیاں اٹھاؤ گی۔ مم..... میرے پاس نہیں ہے۔ حمید ہٹ کی تلاشی لو۔

یہ نہیں ہو سکتا! ماریہ مضطربانہ انداز میں بولی! تلاشی کا وارنٹ دکھاؤ۔ تمہیں وارنٹ طلب کا حق نہیں پہنچتا کیونکہ یہ تمہارا ہٹ نہیں ہے۔ فریدی نے کہا اور حمید نے اپنا کام شروع کر دیا۔ مغل شاہی مت چلا دا! یہ بیسوی صدی ہے ماریہ بولی۔ پھر اس نے حمید کے ساتھ ہی دوسرے کمرے میں داخل ہونا چاہتا۔ فریدی نے آگے بڑھ کر اس کی کلائی پکڑ لی اور جھٹکا دے کر بولا۔ مجھے نامناسب رو یہ اختیار کرنے پر مجبور نہ کرو۔

وہ براسانہ بنا آگرہ۔ آنکھوں سے ظاہر ہو رہا تھا جیسے ابل پڑنا چاہتی ہو۔ لیکن سختی سے ہونٹ بھینچ کھڑی رہی۔ دفعتہ حمید ایک چھوٹا سا سوت کیس اٹھائے ہوئے کمرے میں داخل ہوا۔ اس سوت کیس کے علاوہ یہاں اور کچھ بھی ہے اور یہ مقفل ہے۔ تمہارا ہے؟ فریدی نے ماریہ سے پوچھا۔ وہ کچھ نہ بولی۔ فریدی نے کنجی طلب کی۔ لیکن وہ خاموش کھڑی رہی۔ قفل توڑو۔! فریدی نے حمید سے کہا۔ قفل کو غلط طریقے سے چھیڑا گیا تو سوت کیس دھماکے کے ساتھ پھٹ جائے گا۔ ماریہ نے کہا۔ بہت خوب! فریدی مسکرا کر بولا۔ ہم کوئی جاسوسی کہانی ڈراما نہیں کر رہے! حمید سوت کیس کے قفل کو ایک باریک او زار کی مدد سے کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ٹھہر جاؤ وہ بے بسی سے ہاتھ اٹھا کر بولی۔ روں اس میں موجود ہے۔ اور میں جانتی کہ اس کی کیا اہمیت ہے۔ قفل ضائع نہ کرو میں کھولے دیتی ہوں۔

حمدید نے کوشش ترک کر دی اور وہ آگے بڑھتی ہوئی بولی مجھے دو۔!

کنجی.....؟ حمید ہاتھ بڑھاتے ہوئے کنجی لاؤ۔ رول کے علاوہ کسی اور چیز کو
ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔ میں کنجی نہیں دوں گی۔ میں آنکھیں بند کر کے صرف رول نکال
لوں گا۔ یہ ناممکن ہے۔ ٹھیک اسی وقت باہر سے کسی گاڑی کے رکنے کی آواز آئی اور
ماریہ اس کی طرف متوجہ ہو گئی۔ حمید سمجھ گیا کہ قاسم واپس آگیا ہے۔ لہذا وہ سوٹ
کیس لیے ہوئے جھپٹ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ دیکھئے آپ خواہ مخواہ بات
بڑھا رہے ہیں ماریہ نے فریدی سے کہا۔ میں اعتراف کر چکی ہوں کہ رول میرے
پاس ہے!

دروازے پر دستک ہوئی اور ماریہ آہستہ سے بولی! پلیز اسے نہ معلوم ہونے
پائے۔ فریدی نے کچھ کہے بغیر آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ ارے باپ رے!
قاسم کی زبان سے بے ساختہ کلا تھا۔ یہ..... یہ..... پولیس آفیسر ہیں! ماریہ جلدی
سے بولی۔ یہ میری مدد کریں گے میں ان کے ساتھ جا رہی ہوں۔ قاسم ہونقوں کی
طرح منہ کھو لے کھڑا رہا۔

ہاں ٹھیک ہے! فریدی نے سر ہلا کر کہا۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ لیکن مم..... میں
نے تو قاسم ہو گلا کر رہ گیا۔

ہاں تم سے غلطی ہوئی۔ تمہیں میرے پاس آنا چاہیے تھا۔ فریدی نے کہا اور اونچی
آواز میں بولا۔ حمید چلو۔ یہ ہمارے ساتھ جا رہی ہیں۔ حمید سوٹ کیس اٹھائے
ہوئے کمرے سے برآمد ہوا۔

اس پر نظر پڑتے ہی قاسم دانت پینے لگا۔ لیکن کچھ بولا نہیں..... ویسے جب وہ
باہر نکل کر گاڑی میں بیٹھ رہے تھے۔ قاسم نے حمید سے کہا ”قیا جروری ہے کہ تم اس
طرح میری ٹوہ میں رہا قرو.....“ خداوند کری متم کو جلد غارت قرے گا۔ تم دنخ
لینا۔

فریدی نے مذکور تیز نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور وہ ہونٹ بھینچ کر پیچھے

ہٹ گیا! کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے..... سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ماریہ نے قاسم کی جانب دیکھ کر ایسے انداز میں کہا جیسے کسی نخجے سے بچے کو سمجھا رہی ہو۔

وہ گاڑی میں بیٹھ گئے اور قاسم نے آگے بڑھ کر ماریہ سے پوچھا۔ لیکن یہ لوگ یہاں کیسے پہنچ گئے تھے۔ میں نے فون کر کے بلا یا تھا۔ ماریہ نے جواب دیا۔ میں بھی چلوں؟ نہیں کیا ضرورت ہے..... معاملات ٹھیک ہو جانے پر میں تمہیں فون کروں گی۔ فریدی نے گاڑی اسٹارٹ کر دی! حمید پچھلی سیٹ پر ماریہ کے ساتھ بیٹھا تھا۔

کچھ فاصلہ طے ہو جانے کے بعد حمید نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔ قاسم کی گاڑی برابر تعاقب کر رہی تھی لیکن فاصلے سے۔ وہ آرہا ہے۔ حمید نے ماریہ سے کہا۔ اتنا معلوم آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرایا چارے نے بڑی شرافت سے لفت دی تھی۔ حمید اس ریمارک پر کچھ نہ بولا۔ پھر دیر بعد کہا۔ آخر اس سوت کیس میں اس روں کے علاوہ اور کیا ہے۔ جس کی بنابری نے مجھے کنجی نہیں دی تھی۔

اب تمہارے بس میں ہوں دیکھ بھی لو گے۔ لیکن جس طرح اس روں کے معاملے میں بیوقوف بنی ہوں اسی طرح اس دوسری چیز کا بھی مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ بھی کسی اور کی ہے۔ وہ کیا چیز ہے؟ بغیر لائنس کا ایک پستول ہے جو میری ملکیت نہیں ہے۔ رحیم گل نے رکھوا یا تھا۔ تمہارے قبضے میں ہے۔ تو یہ دوسرा جرم ہوا۔ بہت مضبوط اعصاب والی ہو۔ روں کے معاملے میں کس طرح بیوقوف بنی ہو۔ فریدی نے سوال کیا۔

ایک شخص نے معاوضے پر یہ کام مجھ سے لیا تھا۔ لیکن پھر مفت جھپٹ لینا چاہا۔ اب میں ایسی احمق تو ہوں نہیں کہ اس کی باتوں میں آ جاتی۔ کس کی بات کر رہی ہو۔ والگو ایک فرانسیسی۔ نیشنل اسٹوڈیوز میں ساؤنڈ انجینیر ہے۔ والگو۔ کو تم کب سے جانتی ہو.....؟

زیادہ دن نہیں ہوئے۔ رحیم گل ہی کی ایک کاک ٹیل پارٹی میں اس سے

ملاقات ہوئی تھی۔ بہر حال اس روں کے حصول کے لیے اس نے مجھے تین ہزار کا آفر دیا تھا۔ اور پھر معاوضہ ادا کیے بغیر حاصل کر لیتا چاہا۔ حمید نے پوچھا۔ جی ہاں یہی بات ہے! لیکن اب میرا کیا حشر ہوگا۔ یہ بتانا دشوار ہے! آپ چاہیں تو مجھے چھوڑ بھی سکتے ہیں۔ رحیم گل کے تحریری بیان میں تمہارا ذکر بھی موجود ہے۔ لہذا اب یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں۔ فریدی نے کہا۔

ان کی گاڑی ایگل بیچ کی حدود سے نکل آئی تھی اور اب اس سنسان سڑک پر جا رہی تھی جو انہیں شہر تک پہنچاتی۔

اچانک اس کا ایک ناٹر دھماکے کے ساتھ فلیٹ ہو گیا اور گاڑی سڑک کے نیچے اترتی چلی گئی۔ اگر فریدی جیسے مشتاق آدمی کے ہاتھ میں اسٹینر گ نہ ہوتا تو اس رفتار پر گاڑی کا الٹ جانا یقینی تھا۔ گاڑی زبردست جھٹکے کے ساتھ رک گئی! ماریہ کے حلق سے چیخ نکلی تھی۔ ٹھیک آسی وقت ایک تیز رفتار گاڑی ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کرتی ہوئی آگے نکلی چلی گئی! حمید تیزی سے جھک گیا تھا۔ ماریہ اس پر آگری۔ فریدی نے پھرتی سے دروازہ کھول کر دوسرا جانب باہر چھلانگ لگائی۔ گاڑی کچھ دو جا کر پھر پٹرہی تھی۔ فریدی نے حمید کو آواز دی۔ ”اگر زندگہ ہو تو اسی پوزیشن میں پڑے رہنا۔“

پھر وہ تیزی سے رینگ کر ایسی پوزیشن میں آگیا کہ سامنے سے دیکھا نہ جاسکے۔ ساتھ ہی ہولٹر سے اعشار یہ چار پانچ کالانگ ریخ ریو الور بھی نکل آیا۔ اپنی گاڑی کے نیچے سے اس نے قریب آتی ہوئی گاڑی کے انگے پہیوں پر دو فائر کئے اور قبل اس کے کہ اس گاڑی سے دوبارہ اٹین گن کا بر سٹ مارا جاتا۔ فریدی کے ریو الور سے دو مزید فائر ہوئے..... دوسری گاڑی میں کوئی زور سے کراہ رہا تھا۔ ڈرائیور گ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی نے دروازہ کھول کر گاڑی سے چھلانگ لگادی۔ فریدی نے پانچواں فائر اس کی نانگ پر کیا تھا۔.... وہ ایک بار پھر اچھا اور دھم سے گر

اور پھر سنانا چھا گیا! ڈرائیور نگ سیٹ سے چھلانگ لگانے والا بھی بے حس و حرکت ہو گیا تھا۔ کیا تم زندہ ہو... فریدی نے حمید کو آواز دی۔

زندہ ہوں... حمید نے ماریہ کو ایک طرف ہٹاتے ہوئے کہا۔ وہ سیٹ پر لٹھک گئی گاڑی کا عقبی شیشہ چور چور ہو گیا تھا اور گولیاں ماریہ کے شانے اور گردان میں پیوسٹ ہو گئی تھیں۔

دوسری طرف فریدی حملہ آورں کی کار کا جائزہ لے رہا تھا! اٹلین گن سے فائرنگ کرنے والا پچھلی سیٹ پر پڑا نظر آیا اس کی دونوں آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور پیشانی پر بڑا سا سوراخ تھا۔ حمید گاڑی سے اتر کی لڑکھڑاتا ہوا فریدی کی طرف بڑھا۔

اوہ..... کہاں گولی گئی ہے! فریدی اس کی جانب مرٹتا ہوا بولا اور پھر تیزی سے اس کے قریب پہنچ گیا۔ میں بھیک ہوں یہ ماریہ کا خون وہ مر چکی ہے۔ ادھر سے گزرنے والی کئی گاڑیاں سڑک پر رک گئی تھیں اور لوگ اتر اتر کر ان کی جانب بڑھ رہے تھے۔

ان میں قاسم بھی شامل تھا۔ اور جیسے ہی قریب پہنچ کر اس نے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر ماریہ کی لاش دیکھی دیوانوں کی چیخنے لگا۔ بس آواز ہی آواز تھی۔ یہ سمجھ میں نہیں آ سکتا تھا کہ کیا کہہ رہا ہے لیکن کچھ کہہ ضرور رہا تھا۔

کیا بکوالس ہے۔ خاموش رہو! فریدی نے اس کا بازو پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔ اس کا منہ بند ہو گیا۔ اور آنکھیں نکل پڑیں۔

جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ معاملہ پولیس کا ہے تو ایک ایک کر کے کھکنے لگے۔ بدقت تمام فریدی نے ایک ٹرک ڈرائیور کو اس پر آمادہ کر لیا کہ وہ دونوں لاشوں کو شہر تک پہنچا دے۔ زخمی کو قاسم کی کار میں ڈالا گیا۔ وہ ابھی تک بیہوش تھا۔ مشرق

بعید کے کسی ملک کا باشندہ معلوم ہوتا تھا۔ اور وہ راحملہ اور جس کی پیشانی پر فریدی کی گولی لگی تھی۔ سفید قام تھا۔ ان کی جیبوں سے کوئی ایسی دستاویز نہیں نکلی تھی جوان کی خصیتوں پر روشنی ڈال سکتی۔

اردو فینز ڈاٹ کام



ماریہ کے سوٹ کیس سے وہ رول جمید ہی نے نکالا تھا۔ اور خود ہی پرو سنگ کے لیے محلے کی لیبارٹری میں پہنچایا تھا۔ لیکن پھر اسے موقع نہیں مل سکا تھا کہ اس رول کے بارے میں معلومات بھی حاصل کرتا۔ کیونکہ اس کی ڈیوٹی اس ہسپتال میں لگادی گئی تھی جہاں حملہ اور زخمی کو آپریشن کے لیے رکھا گیا تھا۔

ماریہ کی لاش دیکھ کر قاسم کی کچھ عجیب سی حالت ہو گئی تھی۔ اس لیے فریدی نے اسے بھی انجاشن دلو اکرایک کمرے میں لٹا دیا تھا۔ انجاشن خواب آور تھا۔

حملہ اور کو بھی خواب آور دوائیں دی گئی تھیں اور آپریشن دوسرے دن پر ماتوی کر دیا گیا تھا۔ جمید سوچ رہا تھا کہ یہاں ڈیوٹی لگانے کا مقصد یہی تو تھا کہ حملہ اور سے پوچھ پچھ کرنے کی کوشش کرے۔ لیکن ڈاکٹر نے اسے اس سے باز رکھا تھا۔ حالانکہ ہسپتال پہنچنے کے بعد اسے ہوش آگیا تھا اور کم از کم وہ اتنا تو بتا ہی سکتا تھا..... کہ وہ کس کا گرگا تھا یا ذاتی طور پر نہیں چاہتا تھا کہ ماریہ پولیس کے پا تھا لگ جائے۔

جمید برآمدے میں ایک آرام کری پر نیم دراز کوئی مصور ماہنامہ دیکھ رہا تھا۔ وفعتہ ایک خوش شکل اور کم عمر نر اس کے قریب آ کر کھڑی ہوتی اور کسی قدر پچھلچاہٹ کے ساتھ بولی ”بائیس نمبر والے صاحب جاگ پڑے ہیں جناب۔ بار بار آپ کا نام لے رہے ہیں۔“

جمید کی روح فنا ہو گئی۔ کمرہ نمبر بائیس میں قاسم کو رکھا گیا تھا۔ طو عاو کرہا اٹھا اور نر کے ساتھ چل پڑا۔ وہ نر خصوصیت سے قاسم ہی کے کمرے میں متین کی گئی تھی۔ فریدی نے اس کے لیے خصوصی ہدایات دی تھیں۔

قاسم بستر پر چلت پڑا نظر آیا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوتی تھیں اور وہ پلکیں جھپکائے بغیر چھت کو گھورے جا رہا تھا۔ جمید کی آہٹ پر دروازے کی جانب سر گھمیا۔ پھر اٹھنے کی کوشش بھی کی تھی۔ لیئے رہو۔۔۔ لیئے رہو! جمید پا تھا ہلاکر بولا۔

قاسم نے اتنی طویل آہ بھری تھی کہ پورا کمرہ لرز کرہ گیا تھا۔ حمید بستر کے قریب کری کھینچ کر بیٹھ گیا۔

مجھے قیا ہو گیا ہے! قاسم کے حلق سے بھائیں بھائیں آوازیں نکلی۔

سب ٹھیک ہے تم بالکل ٹھیک ہو۔

نہیں میں تھیخ نہیں ہوں۔

ڈاکٹر کہہ رہا تھا کہ تم بالکل ٹھیک ہو۔

ڈاکٹر کیا جانے۔ کیا وہ میرے پیٹ میں بیٹھا ہوا ہے۔

آہا تو کیا پیٹ میں کچھ ہو رہا ہے۔

غاہاں غاؤں ہو رہا ہے۔

اور پھر حمید نے بھی فراقِ سنی! واقعی پیٹ اسی طرح بول رہا تھا جیسے بہت دو رکھیں بادل گرج رہے ہوں!

گھبراہٹ ہے کسی قسم کی! حمید نے پوچھا۔

نہیں بلقل نہیں۔ کچھ محسوس ہی نہیں ہوتا۔ نہ غصہ اڑ رہا ہے اور نہ کوئی غم ہے۔

اوہ فکر نہ کرو۔ یہ انجاشن کا اثر ہے اعصاب کو پر سکون رکھنے کا انجاشن تھا!

اب غصہ آنے کا انجاشن لگا دو۔ مجھے غصہ جرور آنا چاہیے۔

کس پر غصہ آنا چاہیے۔ اب تجھ پر۔۔۔ اے منہوں۔

دیکھو آ گیا غصہ۔ حمید انگلی اٹھا کر بولا۔

نہیں آیا۔ قاسم مردہ سی آواز میں بولا۔ یہ تو میں اوپری دل سے کہہ رہا ہوں اگر کہوں تو ایک انجاشن اور لگاؤوں۔

گولی مار دوں گا۔ اے بلقل بھیں ہو کر رہ گیا ہوں، لانت ہے ایسے انجاشن پر۔

حمید نے سوچا موقع اچھا ہے ابھی کو کچھ معلوم کرنا ہے پوچھ لیا جائے۔ اگر انجاشن کا اثر زائل ہو گیا تو پھر اسے ڈھب پرانا بے حد دشوار ہو جائے گا۔ لہذا اس نے کہا

” نے فکر رہو، میں ایسا نجاشن لگوادوں گا کہ پچھلے نجاشن کا اثر زائل ہو جائے۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ وہ تمہارے ہاتھ کیسے لگی تھی۔“

افٹ مانگی تھی مجھ سے.....!

صرف افٹ مانگی تھی یا پناہ بھی.....!

پناہ قیا مطلب ہے.....؟ مطلب یہ کہ تم نے اسے اپنے ہٹ میں کیوں رکھا تھا۔ گھر میں کیسے رکھ سکتا تھا۔ بہر حال تم بہت بڑے والے سے بچ گئے ہو۔ کہاں بچ گیا ہوں سر پر تو سوار ہو۔ اس نے ایک جرم کیا تھا اور ہم اسی کے سلسلے میں اس سے پوچھ چکھ کرنے گئے تھے۔ لیکن وہ ہمیں جلدی دروازے سے نکل گئی۔ اگر تم وہاں نہ موجود ہوتے تو اور کسی سے افٹ مانگتی۔

بکواس مٹ کرو۔ وہ دنیا کی ستائی ہوئی تھی۔ مجھ پر بھی ترس کھایا کرو۔ میں بھی دنیا کا ستایا ہوا ہوں، حمیدِ محضی سانس لے کر بولا۔ ”بس کھاموش،“

اچھی بات ہے! میں چلا۔ تم اپنے پیٹ کی آوازیں سنتے رہو۔ نہیں ٹھہرو.....! تم لوگوں نے اسے خود کیوں مارڈا۔ جیل میں ڈال دیتے۔ اس پر مقدمہ چلاتے۔ اسے ہم نہ نہیں مارا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ہاتھوں ماری گئی۔ ہم بھی بال بال بچے ہیں ورنہ ہمیں اشیں گن کی گولیاں چاٹ جاتیں۔

مجھے بے حد کھوشی ہوتی۔ قاسم نے خواہ مخواہ دانت نکال کر خوشی ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ اس میں کسی جذبے کی کافر مانی ہرگز نہیں تھی۔

بس اب پڑے رہو چپ چاپ! اگر ہمارے بجائے کوئی اور آفیسر تمہیں اس کے ساتھ دیکھ لیتا تو تمہارے والد صاحب کو بھی چھٹی کا دودھ یاد آ جاتا۔ والد صاحب کو مت گھینٹو بچ میں ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔

کرنل صاحب تو گھینٹنے والے ہیں۔

قاسم بوكھلا کر اٹھ بیٹھا اور ہانپتا ہوا بوا۔ تم سالے مجھے اپنی نر بہنے

ساتھی اس نے بکھیوں سے اس نر کو بھی دیکھا جو دروازے کے قریب رک دی تھی۔ حمید نے مسکرا کر قاسم کو آنکھ ماری اور وہ جلدی سے بولا۔ نہیں ایسی قوتی بات نہیں ہے۔

حمدی نے نر کی طرف مرے بغیر کہا "مسٹر۔ صاحب کو اتنا دو۔" وہ آگے بڑھی اور قاسم کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر اسے لٹادینے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔ لیٹ جائیے جناب! آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔

پھر ایسا معلوم ہونے لگا جیسے قاسم کی سانس پیٹ میں سما ہی نہ رہی ہو۔ چپ چاپ لیٹ کر ہانپئے لگا۔

حمدی اٹھتا ہوا نر سے بولا۔ ذرا پیار و محبت کا برداشت کرنا تو پھر زیادہ پریشان نہیں کرے گا۔

رک جاؤ۔ رک جاؤ، قاسم دونوں ہاتھ ہلا کر بولا۔
رک گیا۔ کیا کہنا چاہتے ہو۔

والد صاحب کون معلوم ہونے پائے۔ قسی قو بھی نہ معلوم ہونے پائے۔ کوشش کروں گا کہ کرنل صاحب کو اس پر آمادہ کرلوں.....!
میری طرف سے ہاتھ جوڑ کے کہہ دینا۔

اچھا اچھا.....! حمید سر ہلا کر بولا۔ لیکن تمہارے گھروالوں کو تمہاری تلاش ہوگی۔
نہیں ہوگی میں کہہ آیا تھا کہ شہر سے باہر جا رہا ہوں دو چار دن مجھے یہیں رہنے دو۔
آج کے بعد کے اخراجات خود تمہیں برداشت کرنے پڑیں گے۔ یہ ڈریٹھ سو روپے یومیہ کا کمرہ ہے۔ نر کو چھو گھنٹے کے ایک سو بیس روپے دینے جاتے ہیں۔
سب کچھ میں دوسرا تم فکر نہ کرو! اچھی بات ہے میں ڈاکٹر سے بات کروں گا۔ کپی
بات ہونی چاہیے صحیح۔

ہاں اور کیا پکی ہی ہو گی۔ حمید نے کہا اور کمرے سے نکل آیا۔ بڑے و بال گلو خلاصی ہوئی تھی۔ ورنہ تو یہی سمجھتا تھا کہ قاسم سے جان چھڑانا مشکل ہو جائے گا۔ کیونکہ کوئی بات آسانی سے اس کے ذہن نشین نہیں ہوتی تھی۔

قاسم کے کمرے سے نکل کر ڈاکٹر کے کمرے کا رخ کیا۔ یہاں سے فریدی کو فون پر مخاطب کرنا چاہتا تھا، مقصود اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا کہ ہسپتال سے نکل بھاگنے کی اجازت طلب کرے اور اسے آگاہ کر دے کہ زخمی حملہ اور سے آج بات نہیں ہو سکے گی۔

اس کی یہ خواہش پوری ہو گئی فریدی دفتر ہی میں تھا اسے بھی وہیں طلب کر لیا۔ کچھ ہی اس گھنٹن کے ماحول سے تو نجات مل ہی جائے گی۔ بھاگم بھاگ دفتر پہنچا۔ فریدی کہیں جانے کے لیے تیار تھا اور محکمے کی آرڈر کا نکلوائی تھی جس کی باڑی پر گولیوں کا اڑنہیں ہوتا تھا۔

چلو، آپ فریدی کہتا ہوا اور واز سے کی طرف بڑھ گیا۔ میں کچھ دیر دیکھنے کے لیے آیا تھا۔ حمید بھنا کر بولا۔ گاڑی میں بیٹھے رہنا۔ روں کا کیا ہوا۔ رات کو پروجنیشن روم میں دیکھ لیما۔ بس وہ معاملہ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے اور میں اسے محض اپنی ذارت تک محدود نہیں رکھنا چاہتا۔ اس لیے کچھ ذمہ دار شخصیں بھی اسے دیکھیں گی۔ آپ دیکھ چکے ہیں۔

ہاں میں دیکھ چکا ہوں اور اب سوچ رہا ہوں کہ یہ یچارے فلم والے مفت میں الجھ گئے ہیں۔ میں نہیں سمجھا۔ فلم دیکھنے کے بعد ہی سمجھ سکو گے، اس کے بغیر میں بھی نہیں سمجھا سکوں گا۔ اب ہم کہاں جا رہے ہیں۔ دیکھا ہے کہ اب بھی ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے یا نہیں.....!

تعاقب! حمید کے لجھے میں حیرت تھی۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ دونوں ہمارا تعاقب کے بغیر ماریہ تک پہنچ گئے تھے اگر مجھ سے اس سلسلے میں غفلت سرزد نہ ہوئی ہوتی تو

اس کا یہ حشر ہرگز نہ ہوتا۔ آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہ پہلے ہی سے ہمارا تعاقب کرتے رہے تھے۔

اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ ہماری اس تک پہنچنے سے قبل ہی روں اس سے حاصل کر لیتے۔

سمجھ میں آنے والی بات ہے۔ ابھی کچھ دیر پہلے رحیم گل کی کال آئی تھی۔ اس نے بتایا ہے کہ کچھ سفید فام غیر ملکی بھی اس روں اور ماریہ میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ رحیم گل کو کیسے علم ہوا؟

فریدی نے رحیم کی رواداد ہراتے ہوئے کہا۔ اس کی کال آنے کے بعد ہی اس عمارت کو چیک کیا گیا جہاں اسے لے جایا گیا تھا لیکن وہ خالی تھی۔ رحیم گل نے ہواں نہ چھوڑی ہو۔

ماریہ والا حادثہ پیش نہ آیا ہوتا تو میں بھی یہی سمجھتا کہ! لیکن ایسی صورت میں یقین کرنا ہی پڑے گا۔ والگلو حراست میں لیا گیا ہے یا نہیں۔

وہ بھی مجھے محض آکر معلوم ہوتا ہے اس لیے فی الحال اس کی نگرانی کر رہا ہوں۔ اگر آکر کا رہے تو وہ بھی مارڈا لاجائے گا! انہیں ماریہ کی تلاش اسی لیے تھی کہ روں ہمارے ہاتھ نہ لگانے نہ پائے۔ ہو سکتا ہے والگلو اصل مجرم تک رہنمائی کر سکے.....!

فریدی نے عقب نما آئینے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا ”نیلی کار پر نظر رکھو۔“

نیلی کار دو گاڑیوں کے پیچھے تھی۔ حمیدا سے کہیں تو زنوڑوں سے دیکھتا رہا۔ فریدی نے بڑا کہا۔ ”سرٹ نسمنہ کا اہتمام ہے۔“ کہا اور کہا کہ مذاہ کر کر

قریب ہی سے اس نے تعاقب شروع کیا ہے۔ دیس آل..... کہہ کر فریدی نے ماڈ تھوپیں کوڈیش بورڈ کے خانے میں رکھ دیا اور طویل سانس لے کر بولا۔ فی الحال بے حد محتاط رہنے کی ضرورت ہے اب وہ جاننا چاہتے ہیں کہ روں بھی میرے ہاتھ لگ سکا ہے یا نہیں۔

فطری بات ہے! حمید سر ہلا کر بولا۔
تحوڑی دیر تک خاموش رہی۔ پھر اس نے پوچھا! آخر آپ جا کہاں رہے ہیں۔
ایگل پیچ! وہاں کیا ہے.....؟ دیکھ لینا..... دیکھنا تو میں صرف فلم اسٹار شاداں کو چاہتا ہوں۔ حمید بیزاری سے بولا۔ اب ادھر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ گویا اس کیس کا تعلق اب ان لوگوں سے نہیں رہا۔ میری دانست میں اب راشد علوی اور کیمرہ میں کی حیثیت صرف گواہوں کی سی رہ جائے گی۔

یہ بہت براہوا۔ کیوں۔ میں نے سوچا تھا کہ اس طرح فلم سازی کا بھی کچھ تجربہ حاصل کروں گا۔ کیونکہ ریٹائرمنٹ مکے بعد اسٹرنٹ فلمیں بنانے کا راوہ رکھتا ہوں۔

وہ ایگل پیچ پہنچ گئے۔ حمید نے عقب نما آئینے پر نظر ڈالی پیچھے کئی گاڑیاں تھیں انہیں میں وہ نیلی گاڑی بھی شامل تھی جسے وہ راستے پھر دیکھتے آئے تھے۔ فریدی نے گاڑی اس طرف موڑ دی جدھر قاسم کا ہٹ نمبر ستائیں تھا۔

یہ کیا ہو رہا ہے! حمید نے حیرت سے کہا۔ وہ ہٹ کے قریب پہنچ گئے تھے۔ جہاں اس پاس کی زمین کی کھدائی ایک باوردی سب اسپاٹر کی نگرانی میں ہو رہی تھی۔ روں کی تلاش جاری ہے۔ فریدی مسکرا کر بولا۔ فریدی کو دیکھ کر سب اسپاٹر قریب آیا اور سلیوٹ کر کے بولا۔ جناب عالیٰ ابھی تک تو کچھ بھی برآمد نہیں ہو سکا۔

خہرو۔ میں دیکھتا ہوں فریدی گاڑی سے اترتا ہوا بولا۔ اس نے حمید کو بھی اترنے کا اشارہ کیا تھا۔

وہ بہت نمبر ستائیکس کے عقبی دروازے کی طرف آئے۔ فریدی جھک کر زمین پر کچھ دیکھنے لگا۔ پھر باسیں جانب دس بارہ قدم چل کر رک گیا اور سب اسپکٹر سے بولا۔ یہاں کھدائی کرائیں۔

حمدید آہستہ اپنی گدی کو سہلا رہا تھا۔ نیلی گاڑی کچھ دور کے ایک بہت کے سامنے رک گئی تھی۔ فریدی اسپکٹر کو مزید کچھ ہدایات دینے کے بعد واپسی کے لیے مڑ گیا۔ پتا نہیں آپ کیا کرتے پھر رہے ہیں۔ حمید آہستہ سے بڑا بڑا۔

بلف.....

آخر کیوں۔۔۔ والگو کی فکر کیجئے! کہیں وہ بھی ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ روں ہمارے ہاتھ نہ لگانے کا یہ مطلب ہو گا کہ ماریہ نے ہمیں والگو کے بارے میں بھی کچھ نہیں بتایا۔ میں انہیں یقین دلانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ صرف ماریہ ہمارے ہاتھ لگی تھی روں نہیں ملا تھا۔ اس سے فائدہ.....؟

وہ بہت زیادہ محتاط ہونے کی کوشش نہیں کریں گے۔ لیکن رحیم گل اسے آپ کیوں بھول جاتے ہیں وہ ان میں سے چارافراود کو دیکھ چکا ہے۔ اور انہیں یقین دلا چکا ہے کہ اسے پولیس سے کوئی ہمدردی نہیں اور پھر جس عمارت میں رحیم گل کو لے جایا گیا تھا وہاں اب کرائے کے لیے خالی ہے کابوڑا لگا ہوا ہے۔ عمارت کس کی ہے؟ فی الحال اس مسئلے کو بھی چھیر نے کی ضرورت نہیں ہے! ورنہ انہیں علم ہو جائے کہ رحیم گل نے ہمیں مطلع کر دیا ہے۔

وہ پھر دفتر کی طرف پٹ آئے تھے۔ حمید مسلسل یہی سوچے جا رہا تھا کہ آخر روں میں کیا ہے۔ فریدی نے وضاحت نہیں کی تھی۔ واپسی کے سفر میں حمید نے زیادہ تر عقب نما آئینے ہی پر نظر رکھی تھی لیکن پھر نیلی کار نہیں دکھائی دی تھی۔

واپسی کے دوران میں نیلی گاڑی نظر نہیں آئی۔ اس نے فریدی کو توجہ دلائی

جہاں بھی جائے گی ہمیں علم ہو جائے گا۔ اور یاد آیا آپ نے اس کے لیے کسی کو
ہدایات دی تھیں۔

فریدی کچھ نہ بولا۔ فون کی گھنٹی بخنے لگی تھی۔ اس نے ریسیور اٹھا کر کچھ سنا اور
غائبانیلی گاڑی ہی سے متعلق کسی کو ہدایات دینے لگا۔

حمدید بے چینی سے اس وقت کا منتظر تھا جب پروجنکشن روم میں وہ فلم دکھائی
جائی۔ ریسیور کھکھ کر فریدی اس کی طرف مڑا اور بولا۔ یہ اس ٹیم کے انچارج کی کال
تھی جو والکو کی نگرانی پر متعین کی گئی ہے۔ لیکن شاید ذکر نیلی گاڑی کا تھا۔

اس نے یہی اطلاع دی ہے کہ نیلی گاڑی میں والکو ہے اور گاڑی اب بھی ایگل
بیچ ہی میں موجود ہے۔

تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ نیلی گاڑی اب دو پارٹیوں کی نگرانی میں ہے۔ فریدی
سر کو ثابت جنپش دے کر اٹھ گیا۔



پروجیکشن روم میں فریدی کے محلے کے اعلیٰ افسروں کے ساتھ اندر سروز ہٹلی جس کا ڈائریکٹر جزل بھی موجود تھا حمید سوچ رہا تھا کہ آخر یہ کیا چکر ہے اندر سروز کیوں.....؟

فلم شروع ہوتی۔ شہزاد کا گھوڑا جنگل سے پہاڑیوں کی طرف آتا دکھاتی دیا۔ رفتار خاصی تیز تھی۔ اسکرین تاریک ہو گئی۔ دوبارہ وہ پہاڑیوں پر چڑھتا ہوا دکھاتی دیا۔ اسکرین تاریک ہو کر سہ بارہ روشن ہوتی تو گھوڑا پہاڑیوں کے اوپر ایک قدرے مسطح جگہ پر دوڑتا نظر آیا۔ پھر یک بیک بیٹھ گیا اور شہزاد اس پر اس طرح دوہرایا ہو گیا جیسے کسی نے توڑ کر رکھ دیا ہو۔ اسکرین پھر تاریک ہو گیا۔ کمرے میں روشنی ہوتی تو سب کے سب فریدی کی متوجہ ہو گئے اور اندر سروز کے ڈائریکٹر جزل نے سوال کیا؟ آپ کیا دکھانا چاہتے تھے!

”وہ دو عدد پر چھائیاں جو گھوڑے کے پیچھے حرکت کر رہی تھیں.....“

فریدی کی لمبی ہر آواز کمرے کے سنائی میں گونجی۔ پر چھائیاں ڈائریکٹر جزل کے لجھے میں حیرت تھی۔

جی ہاں فریدی نے کہا اور اوپنجی آواز میں بولا۔ ”آپریٹر۔۔۔ تیسرا پنٹ پھر چلا وہ“ ڈرادری بعد اسکرین پھر روشن ہو گئی۔۔۔ اور اب حمید نے بغور دیکھا۔ واقعی دلجمی لمبی انسانی پر چھائیاں گھوڑے کے عقب میں گھوڑے ہی فاصلے پر متحرک نظر آ رہی تھیں۔ فریز کرو! فریدی کی آوازانندہ ہرے میں گونجی اور وہ منظر اسکرین پر ٹھہر گیا۔ اب ملاحظہ فرمائیے! فریدی نے شاید ڈائریکٹر جزل کو مناچب کیا تھا۔ ہاں۔۔۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ پر چھائیاں ہیں۔۔۔ دو آدمیوں کی پر چھائیاں جو نظر نہیں آ رہے۔ فریم سے باہر ہیں۔ یہ ڈائریکٹر جزل کی آواز تھی۔

اب پر چھائیوں کے رخ ملاحظہ فرمائیے۔ گھوڑا شمال سے جنوب کی طرف جا رہا

ہے۔ سورج مشرق میں ہے۔ لہذا گھوڑے کی پر چھائی مغرب کی طرف پڑ رہی ہے
لیکن ان دونوں آدمیوں کی پر چھائیاں جو گھوڑے کے پیچھے ہیں شرقاً گر بانہمیں
بلکہ شمالاً جنوباً ہیں۔ کیا یہ حیرت انگیز نہیں ہے۔

کوئی کچھ نہ بولا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سب کو سانپ سونگھ گیا ہو، حمید کی
آنکھیں بھی کھل گئی تھیں۔ منظر کی ساری پر چھائیوں کا رخ ایک ہی جانب ہونا
چاہیے تھا۔ کیا آپ مجھ سے اس معاملے میں متفق ہیں۔ فریدی نے اوپر چیزیں آواز میں
سوال کیا۔

ٹھیک ہے، آگے چلنے..... ڈاٹر کیا ٹر جزل کی آواز آئی۔
آپ پریٹر مواد آن پلیز۔

منظر میں دوبارہ تحریک پیدا ہوئی۔ دونوں پر چھائیوں کا فاصلہ گھوڑے سے کم
ہوتا جا رہا تھا۔ پھر جیسے ہی ایک پر چھائی کا سر گھوڑے کے پچھلے حصے تک پہنچا گھوڑا
اسی طرح پچھلے وہڑ سے ڈھ گیا جیسے پچھلی نانگیں یکثت ٹوٹ گئی ہوں.....
فریز کرو.....! فریدی کی آواز سنائی میں ابھری۔ اور منظر انکرین پر منجد ہو گیا!
مالحظہ فرمائیے ان پر چھائیوں کے علاوہ آس پاس اور کچھ نہیں ہے۔ فریدی
نے کہا۔

لیکن پر چھائیاں کس کی ہیں..... کوئی بولا۔

جس کی بھی ہوں اور جو کچھ بھی ہوا ہے محض پر چھائیوں کی وجہ سے ہوا ہے۔ یہ
کیونکر کہا جا سکتا ہے.....؟

اس لیے کہ گھوڑے کے اس طرح گرجانے کا محرك اور کوئی چیز نہیں نظر آتی.....
دیکھئے پر چھائیں کا سر گھوڑے کے پچھلے حصے پر ہے..... آپ پریٹر آگے چلو۔
پوجیکٹر پھر چلنے لگا۔ دوسری پر چھائی کا ہاتھ شہزادی کی گردن پر پڑا اور وہ اس
طرح دوہرا ہو گیا جیسے نجی میں سے ٹوٹ گیا ہو۔ پوجیکٹر چلتا رہا۔ دونوں

پر چھائیاں گھوڑے اور سوار پر چھائی تھیں۔۔۔ پھر یک بیک وہ غائب ہو گئیں۔۔۔!

پروجیکٹر کگیا اور کمرے میں روشنی ہو گئی۔ فریدی کہہ رہا تھا اگر وہ دو افراد تھے تو کس طرح گھوڑے اور سوار پر حملہ آور ہوئے۔ کیمرہ یہ بتانے سے قاصر ہے۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ ڈائریکٹر جزل نے الجھ کر پوچھا۔

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس روں کے لیے جو لوگ کوشش رہے ہیں۔ ان کا تعلق فلم انڈسٹری سے نہیں ہے ایک سفید غیر ملکی جوابد ہی کے لیے زندہ نہیں بچا اور دوسرا جو ہسپتال میں زخمی پڑا ہے۔ مشرق بعید کا باشندہ معلوم ہوتا ہے اور ابھی بیان دینے کے قابل نہیں ہے۔ یہ میرا مشورہ ہے کہ اس علاقے کو جہاں یہ حادثہ پیش آیا ہے ملٹری کی نگرانی میں ممنوع علاقہ قرار دیا جائے۔ وہاں اس سے پہلے جو حادثات ہوتے رہے ہیں انہیں کوئی اہمیت نہیں دی گئی۔ کیونکہ اس میں کسی انسانی جان کا اتنا فن نہیں ہوا تھا۔

ملٹری کی نگرانی میں کیوں؟ ڈائریکٹر جزل نے سوال کیا۔

اس لیے کہ یہ مسئلہ دفاع کا مسئلہ بھی بن سکتا ہے۔

میں آپ سے متفق نہیں ہوں۔

فریدی خاموش ہو گیا۔ اس نے یہ نہیں پوچھا تھا کہ ڈائریکٹر جزل اس سے کیوں متفق نہیں ہے۔ ویسے کچھ دیر بعد اس نے کہا شاید میں نے یہ مشورہ قبل از وقت دے دیا ہے۔ کوئی ٹھوں بنیا کرnel فریدی! ڈائریکٹر جزل نے کہا۔

فی الحال کوئی واضح دلیل نہیں رکھتا! بس اسے میری چھٹی حس کہہ لیجئے۔

”میری دانست میں ایک پولیس کیس سے زیادہ اس کی اہمیت نہیں ہو سکتی۔“ ڈائریکٹر جزل نے کہا۔ بظاہر حادثہ پر اسرار بھی ہے! لیکن اس کے بعد ہی کیمرہ بند کر دیا گیا ہوگا۔ ورنہ شاید بات صاف ہو جاتی۔

اس کے بعد بھی انسانی پر چھائیوں کا غیر ذری ڈائریکشن ہمیں دعوت فکر دیتا

ہے۔ فریدی بولا۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ کوئی آسمی واردات تھی؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آسمی واردات سمجھتا تو آپ کے بجائے کسی عامل روانی کو زحمت دی جاتی۔

پھر کیا ہے؟ ڈائریکٹر جزل نے کسی قدر جھنجھلاہٹ کے ساتھ سوال کیا۔ یہ کوئی خطرناک قسم کا سامنے تجربہ ہے جو مختلف ادوار سے گزرتا ہوا با آخرا نانی زندگی کے اتنا فتک آپہنچا ہے۔

میرے علم و اطلاع کے مطابق کوئی فوجی ادارہ اس قسم کا کوئی تجربہ نہیں کر رہا۔

فریدی نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور دوسری طرف دیکھنے لگا! حمید محسوس کر رہا تھا جیسے اب وہ اس مسئلے پر کسی قسم کی بھی گفتگونہ کرنا چاہتا ہو۔ آئی ایس آئی کے ڈائریکٹر جزل کے رخصت ہو جانے کے بعد فریدی کے مکھے کا ڈائریکٹر جزل اس کے سر ہو گیا۔

آپ نے خواہ مخواہ بات کا بتانکر بنادیا! اس نے تلخ لمحے میں کہا۔

میں اب بھی اپنی بات پر قائم ہوں جناب! اگر وہ روآدمی ہی تھے تو ان کی پر چھائیوں کی ڈائریکشن بھی وہی کیوں نہیں تھی جو گھوڑے کی پر چھائیں کی ڈائریکشن تھی۔ میں کب کہتا ہوں کہ آپ یہ اعتراض غلط ہے! پھر یہ بات کا بتانکر کیسے ٹھہرا۔ آئی ایس آئی کو اس میں گھٹینے کی کیا ضرورت تھی۔

صرف یہ معلوم کرنے کے لیے کہ خود ملٹری ہی کا کوئی شعبہ تو اس قسم کے تجربات نہیں کر رہا۔

اگر کر بھی رہا ہے تو اس اعتراف نہیں کیا جائے گا۔ تو پھر اس مشورہ پر برآمانے کیا ضرورت تھی کہ اس علاقے کو ملٹری کے زیر نگرانی ممنوع علاقہ قرار دے دیا جائے۔

اپنے معمولات کے مطابق کام کیجئے! اوہراؤہر دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ اس ضلع کا ڈپیٹ کمشنز بھی اسے ممنوع علاقہ قرار دے سکتا ہے۔

میں جانتا ہوں لیکن اگر بات بڑھ گئی تو اسے سنبھال لینا۔ پولیس کے بس کا روگ نہ ہوگا۔

اب مجھے بھی پوچھنا پڑے گا کہ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے ابھی اتنی ترقی نہیں کی ہے کہ ہماری فوج کا کوئی شعبہ اس قسم کے تجربات شروع کر دے۔ یہ یقینی طور پر کوئی غیر قانونی اور بیرونی کارروائی ہے۔ تمہیں تو غیر ملکی مداخلت کے خواب آنے لگے ہیں۔

فریدی نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا تھا اور بات ختم ہو گئی تھی۔ لیکن صرف پروجیکشن روم کی حد تک۔ باہر تو فریدی کے ماتحت بدستور اپنے کاموں میں مصروف تھے.....!

اب میں بھی یہی کہوں گا کہ بنگر کے علاوہ اور کچھ بھی ہاتھ نہ آیا۔ حمید نے اس وقت کہا جب وہ گھر جانے کے گاڑی میں بیٹھ رہے تھے۔

ابھی پچھتاوا بھی ہاتھ آئے گا۔ دیکھتے رہو، فریدی کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔ اگر آپ اپنی بات سے ہٹ جائیں تو آپ کا میچ خراب ہو گا۔

جی ایسی کوئی بات نہیں ہے میں ہٹ دھرم نہیں ہوں۔ بہترے بڑے مجرم بھی اعلیٰ پیانے پر اس قسم کا کاروبار کرتے ہیں۔ میں نہیں سمجھا آپ کیا کہتا چاہتے ہیں۔ صرف بڑی طاقتیں ہی اپنا اسلحہ پسمندہ یا ترقی پذیر ممالک کے ہاتھ فروخت نہیں کر رہے۔ بلکہ کچھ بڑے مجرم بھی اس کاروبار میں ملوث ہیں۔ پتا نہیں کتنا یورپیں اور پلوٹو نیکم بڑے ملکوں سے اسمگل آؤٹ ہو جاتا ہے۔۔۔ ان بڑے مجرموں نے پسمندہ ممالک میں اپنے انڈر گرا وند کارخانے قائم کر رکھے ہیں۔ حمید کچھ نہ بولا۔

اور ہم پہلے بھی ایسے حالات سے دوچار ہو چکے ہیں کوئی نئی بات نہیں۔ فریدی نے جھوڑی دیر بعد کہا۔

وہ گھر پہنچ کر بیٹھنے بھی نہیں پائے تھے کہ فون کی لمحنی بخوبی تھی۔

فریدی نے ریسیور اٹھایا اور پر ٹشویش انداز میں سنتا رہا۔ نظریں حمید کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ نیلی کارکھا ہے..... اس نے سوال کیا اور پھر سنتا رہا۔

نگرانی جاری رکھو۔ اس نے کہا ”وہ نظروں سے او جھل نہ ہونے پائے اور ہاں ہٹ کا نمبر کیا بتایا تھا۔ اچھا اچھا..... ٹھیک ہے میں دیکھوں گا۔“

ریسیور کھکھ کر اس نے طویل سانس لی اور حمید سے بولا میں نے انہیں یقین دل دیا ہے کہ روں میرے ہاتھ نہیں لگ سکا۔

وہ کس طرح؟

قاسم کا ہٹ نمبر ستائیں کچھ دیر پہلے باکل تباہ کر دیا گیا..... ایک زبردست وھما کہ ہوا اور اس میں آگ لگ گئی۔ شاید وہ سمجھے ہیں کہ ماریہ نے اس روں کو ہٹ ہی میں کہیں چھپا دیا تھا اگر میں اس کے آس پاس کھدائی نہ شروع نہ کرادیتا تو وہ اس نتیجے پر نہ پہنچتے۔

تو گویا اس ہٹ کی تباہی کی ذمہ داری آپ پر ہے۔

سینئر عاصم کا خسارہ پورا کر دیا جائے گا۔ فریدی نے ناخوشگوار لمحے میں کہا۔ قریب کے کچھ اور ہٹوں کو بھی جھوڑا بہت نقصان پہنچا ہے۔

اور نیلی گاڑی کا کیا قصہ ہے.....؟

وہ اب بھی ایک ہٹ کے سامنے موجود ہے۔ والگو شاید رات اسی ہٹ میں گزارنے کا راہ رکھتا ہے اور اس طرح شاید وہ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ والگو کے بارے میں ہم کیا نظریہ رکھتے ہیں تم اس سے براہ راست بھی تو گفتگو کر چکے ہو، جی ہاں..... اور آپ کو اس سے متعلق تحریری رپورٹ بھی دے چکا ہوں۔

غالباً وہ جاننا چاہتے ہیں کہ خود ماریہ نے تو اس کا ذکر ہم سے نہیں کر دیا۔ میرا خیال ہے کہ آپ اسے حرast میں ہی لے لیجئے! کہیں وہ بھی ہمارے ہاتھ سے نہ

نکل جائے۔

میں بھی یہی سوچ رہا ہوں.....!

کیا اس وقت بھی ہمارا تعاقب کیا گیا ہے۔ یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔ فریدی بولا۔ لیکن اب وہ اس سلسلے میں بھی احتیاط بر تیں گے۔ بہر خل اس وقت ہم عقیقی پارک والے راستے سے باہر جائیں گے تاکہ تعاقب کا خدشہ ہی نہ رہے.....!

کھانے سے قبل نہیں! حمید بوکھلا کر بولا۔ فریدی نے اسے گھور کر دیکھا اور اپنی تحریک بگاہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

رات کے کھانے کے بعد وہ عقیقی پارک والے راستے سے باہر جا رہے تھے حمید نے پوچھا اب کہاں جائیں گے۔

ایگل بیچ.....! اب ہمیں والگو پر ہاتھ ڈال ہی دینا چاہیے۔

اف فوہ، اس کے اتنی زحمت اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ جو لوگ نگرانی کر رہے ہیں ان سے کہیے کہ تھکرائی لگاؤں۔

میں خوش نہیں میں بہت کم بتتا ہوتا ہوں۔ فریدی خشن لجھے میں بولا۔

کیا بات ہوئی؟ اپنا کوئی ماتحت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔

اور میں تو برابر کا حصہ دار ہوں، حمید جل کر بولا۔ اس لیے ضائع ہونے میں کوئی مصاائقہ نہیں، فریدی نہ سپڑا اور اس کا شانہ تھپک کر بولا، تم ضائع ہوئے تو میں واقعی ہی آدھا ضائع ہو جاؤں گا،

عقیقی پارک سے نکل وہ قریباً چار فرلانگ پیدل چلے تھے۔ حمید ریڈی میڈ میک اپ میں تھا اور فریدی نے بھی اپنی ظاہری حالت میں نمایاں تبدیلی کر لی تھی۔

پھر پوچھوں گا کہ آخر اس اہتمام کی کیا ضرورت تھی؟ حمید بولا۔

پھر کہوں گا کہ بہت کم خوش نہیں میں بتتا ہوتا ہوں، والگو مجھے چارہ لگ رہا ہے وہ جانتے ہیں کہ اس کی نگرانی کی جا رہی ہے۔

اور ہم اس چارے پر منہ مارنے جا رہے ہیں اگر واقعی کانٹا حلق میں پھنس گیا تو.....! تمہارا ذہن بہت الجھا ہوا ملتا ہے۔ بہتر ہو گا کہ اپنے خوابوں کو دہرانا شروع کرو۔ میرے خواب! حمید نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

دیکھ کر خواب میں تجوہ کر جو اچٹ جاتی ہے نیند
سوئے والے مجھے پھر نیند..... کہاں آتی ہے
بس بس ٹھیک ہے اسی طرح بکواس کرتے رہو۔ جھوڑی دیر بعد فارم میں آجائے گے؟

دفعۃ فریدی چلتے چلتے رک گیا..... وہ ایک لمبا چکر کاٹ کر سڑک پر پہنچ چکے تھے۔ یہاں ایک جیپ کھڑی نظر آئی۔ فریدی نے حمید کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ تم ڈرائیور گے۔ کنجی اگنیشن میں موجود تھی۔ حمید نے انہیں اشارہ کیا۔ فریدی اس کے برادر والی سیٹ پر پہلے ہی بیٹھ چکا تھا۔

ایگل بیچ کی طرف! حمید نے پوچھا۔
ظاہر ہے۔ لیکن بیچ ہوٹل کے گرد چکر کاٹ کر پہلے ساحل کی طرف..... اس کے بعد بتاؤں گا کہ کیا کرنا ہے۔

حمدید بولنے کے موڑ نہیں تھا۔ خاموشی سے ڈرائیور کرتا رہا۔ وہ مسلسل انہی پر چھائیوں کے بارے میں سوچے جا رہا تھا وہ یقیناً غیر معمولی تھیں ہو سکتا ہے سپاہی مبارک علی نے بھی وہاں کچھ دیکھا ہو۔ اسی لیے وہ بھی مارڈا لا گیا۔ کیا اس نے بھی وہ پر چھائیاں دیکھی تھیں.....؟

پھر اس روں کے مزدی دو جانیں ضائع ہو گئیں۔ ایک ماریہ اور دوسرا وہ جو فریدی کی گولی سے مرا تھا۔ فریدی کے وہ دلائل یاد آئے جو اس نے پروجیکشن روم میں دیئے تھے تو وہ پر چھائیاں۔ خدا کی پناہ! کوئی خطرناک ایجاد تجربہ باتی دور میں تھی اور جسے پر وہ راز میں رکھنے کے لیے اتنی زندگیاں ختم کر دی گئی تھیں۔

ایگل بچ پہنچ کر اس نے فریدی کی ہدایت کے مطابق بُس کی طرف جانے کی بجائے ساحل کی جانب گاڑی روائ رکھی..... اور پھر ایک جگہ فریدی کے کہنے پر روک بھی دی۔

اب فرمائیے! وہ طویل سانس لے کر بولا۔
تمہاری سیٹ کے نیچے ایک اٹھین گن ہو گی۔ اسے نکال کر اتر چلو۔ گاڑی یہیں رہے گی۔ ساحل یہ حصہ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ حمید نے چپ چاپ تمثیل کی۔ فریدی نے اپنی سیٹ کے نیچے سے دوسرا اٹھین گن نکالی۔ شاید یہ سارے انتظامات اس نے فون پر کسی کو ہدایت دے کر کرائے تھے! تجربہ گاہ میں غالباً وہ یہی کرتا رہا۔

پھر وہ ایک طرف چل پڑے۔ اٹھین گنیں کوٹوں کے نیچے چھپائی گئی تھیں۔ اب ان کا رخ بُس کی جانب تھا۔
نہایت اطمینان سے شہلتے جا رہے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے فریدی کو اس سلسلے میں کوئی خاص جلدی نہ ہو۔

بہت کم ہٹوں کی کھڑکیاں روشن نظر آ رہی تھیں۔ زیادہ تر ہٹ غیر آباد تھے۔ آپ آخر چاہتے کیا ہیں۔ حمید نے آہستہ سے پوچھا.....؟ ہم والگو کے لیے آئے ہیں۔ اسے گرفتار کرنا ہے اور یہ دیکھنا ہے کہ اس کی نگرانی تو نہیں کی جا رہی۔

کیا ہمارے ان آدمیوں نے اس کے بارے میں کچھ نہیں بتایا جو اس کی نگرانی کر رہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اس کی نگرانی نہیں ہو رہی، لیکن میں مطمئن نہیں ہوں۔

اچانک انہوں نے شورنا.....! آوازیں دور کی تھیں۔ فریدی نے رک کر آوازوں کی سمت معلوم کرنے کی کوشش کی اور حمید کا ہاتھ پکڑ کر گھیستھا ہوا بولا۔ وہ اسی طرف کی آوازیں معلوم ہوتی ہیں۔

کس طرف کی.....! حمید نے بے بسی سے پوچھا اور اس کے ساتھ گھستنے لگا۔
جدھروالگو والے ہٹ کی نشاندہی کی گئی ہے۔

کیا وہ اس طرف نہیں جہاں قاسم کا تباہ ہو جانے والا ہٹ تھا۔
نہیں.....! ذرا تیز چلو۔

شور کی آواز قریب ہوتی جا رہی تھی۔ حمید سوچ رہا تھا کہ اب والگو کے ہٹ میں
بھی آگ لگ گئی ہے۔ لیکن اس علاقے میں داخل ہونے کے بعد سے اب تک کوئی
وھا کہ اس نہیں سناتھا۔

بالآخر ٹھیک اسی جگہ پہنچے جہاں شور ہو رہا تھا۔ کئی لوگ کسی ایک فرد کو قابو میں
کرنے کی کوشش کر رہے تھے جو بری طرح چینیں مار مار کر اچھل کو درہتا تھا۔ کئی
ثارچیں بھی روشن تھیں۔ اور اب وہ اس مادرزادہ برہنہ آدمی کو بخوبی دیکھ سکتے تھے۔
جسے قابو میں کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔

ارے..... یہ تو والگو ہے۔ حمید آہستہ سے بولا۔ فریدی نے اس کا شاندہ دیا۔
دونوں خاموش کھڑے دیکھتے اور سنتے رہے! والگو ہوش میں نہیں معلوم ہوتا تھا۔
ہر چند کہ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور منہ سے طرح طرح کی آوازیں بھی نکل
رہی تھیں۔ اس کے ہٹ کی کھڑکیاں روشن نہیں تھیں۔ لیکن دروازہ کھلا ہوا تھا۔

پھر فریدی نے ایک آدمی سے اس کے بارے میں استفسار کیا۔
اس ہٹ سے اسی طرح برہنہ انکا تھا چیختا ہوا..... اس نے ہٹ کی طرف اشارہ
کر کے کہا لیکن اندر اور کوئی نہیں ہے کپڑے فرش پر بکھرے ہوئے ہیں..... یا تو
بہت زیادہ پی گیا ہے یا سرے سے پا گل ہے۔

انہی لوگوں میں سارجنٹ ریش اور امر سنگھ بھی دکھائی دیئے۔ پھر حمید نے انہیں
ہٹ میں داخل ہوتے دیکھا۔

ہوشیار رہنا! فریدی آہستہ سے بولا اور خود بھی ہٹ کی بڑھ گیا۔ حمید اس کے

پچھے چل رہا تھا۔

اندر ریش اور امر سنگھ نے نارچیں روشن کر لی تھیں ان دونوں کی آہٹ پر ریش نے اوپنی آواز میں کہا۔ کوئی اندر نہ آئے، پولیس۔

سب ٹھیک ہے فریدی بولا۔ اور وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔

ہم نہیں جانتے کہ اچانک یہ سب کچھ کیسے ہو گیا.....؟ ریش نے جلدی سے کہا۔ آواز سے اس نے فریدی کو پہچان لیا تھا۔ ورنہ وہ تو میک اپ میں تھا!

نارچ کی روشنی کا دائرہ چاروں طرف گردش کر رہا تھا۔ پھر ایک دیوار پر رک گیا، کسی نے بڑے بڑے حروف میں نگین چاک سے دیوار پر لکھا تھا ”اگر کسی نے رول میں نظر آنے والی واردات کو راز میں نہ رکھا گیا تو رول کی بلا کسی نکل کر شہر پر منڈلا نے لگیں گی۔“

دفعۃ باہر نما چھاگیا۔ اور پھر کسی نے چیخ کر کہا اے یہ تو ختم ہو گیا۔

وہ تیزی سے باہر نکلے۔ والگوچیج مر چھا تھا۔

یہاں جتنے بھی آدمی ہیں۔ انہیں صرف ہٹ کی نگرانی پر لا گاؤ۔۔۔۔۔ فریدی نے امر سنگھ سے کہا۔۔۔۔ اور پھر حمید سے ہٹ کے دروازے کے قریب ہی پوزیشن لینے کو کہتا ہوا۔ اندر چلا گیا! حمید نے اٹھیں گن نکالی اور ایک ستون کی اوٹ میں بیٹھ گیا۔ ستون سے چھوپا ساتھ کے فالے پر ہٹ کا صدر دروازہ تھا۔ کھڑکیوں کے شیشوں سے نارچ کی روشنی جھلک رہی تھی۔ شاید فریدی ہٹ کے اندر کچھ تلاش کر رہا تھا۔

برآمدے کے نیچے والگو کی برہنہ لاش پڑی ہوئی تھی۔ اور تماشا گیوں نے تو اسی وقت سے ایک ایک کر کے کھلکھلنا شروع کر دیا تھا۔ جب انہیں پولیس کی مداخلت کا علم ہوا تھا۔ اب آس پاس فریدی کے ماتخوں کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں تھا! حمید۔۔۔۔ دفعۃ اس نے فریدی کی آواز سنی جو دوڑتا ہوا ہٹ سے برآمدہ ہوا تھا۔

باہر نکل کر زور سے چیخا۔ ”بھاگو یہ ہت بھی بلاست ہونے والا ہے،“

حمدید اس کے پیچے دوڑتا چلا دوسرا ماتحتوں نے بھی اندر ارمی طور پر دوڑ لگائی تھی۔

”پھر جب مجھے ایک زور دار دھماکہ ہوا۔ ایسا لگا جیسے زمین ہل کر رہ گئی ہو.....“

روشنی کے جھماکے سے اس پاس کا علاقہ گویا تڑپ کر رہ گیا تھا۔

حمدید لڑکھڑا کر گرا..... اور دوبارہ اٹھنے کی کوشش کرہی رہا تھا کہ کسی جانب سے ایک فائر ہوا اور گولی سننا تی ہوئی اس کے چہرے سے شاید ایک بالشت کے فاصلے سے گز رگئی..... وہ پھرتی سے زمین پر لیٹ گیا اور اس کی اٹھیں گن پتھ نہیں کب اور کہاں رہا تھا سے گر گئی تھی۔ بغلی ہول ستر سے ریو اور زکالا اور آہستہ آہستہ آگے کھکلنے لگا۔ ایک بار پھر پورا ساحل آدمیوں کے شور سے گونج رہا تھا اور متعدد دنارچوں کی روشنیاں اوہر اندھیرے میں چکراتی پھر رہی تھیں.....؟

دفعتہ کسی کا ہاتھ حمید کی پشت پر لا کا اور اس نے یو کھلا کر ریو ارلو کی نال اور پر اٹھا دی۔ ہشت کہیں فائر نہ کر دینا! یہ فریدی کی آوار تھی۔ حمید نے طویل سانس لی اور فریدی آہستہ سے بولا اسی طرح باسیں جانب مڑ چلو۔ وہ ہمارا شکار کرنا چاہتے ہیں۔

پھر وہ دونوں چھپکلیوں کی طرح رینگتے ہوئے باسیں جانب بڑھتے چلے گئے تھے..... جیپ تک پہنچنے میں آدھا گھنٹہ صرف ہوا تھا اور وہ برابر شور سنتے رہے تھے۔ جیپ میں بیٹھ کر بیچ ہوٹل پہنچ۔ لیکن اندر جانا مناسب نہ سمجھا! حالیہ ہی ایسا نہیں رہ گیا تھا۔ ویسے یہاں بھی ہل چل نظر آئی۔ چند گھنٹوں میں یہ دوسرا دھماکہ کہ تھا اس علاقے میں.....!

یہاں رک کر کیا کرو گے! فریدی نے کہا چلتے رہو، اوہر سارے ساحل پر بے چینی پھیلی ہوئی تھی۔

شہر پہنچ کر ایک یہ پوسٹ کے قریب فریدی نے گاڑی روکنے کو کہا۔ اور جیب سے ایک وزینگ کارڈ نکالا اور اسے الم پلٹ کر دیکھنے لگا۔ کارڈ کی ایک دو آنکھیں بنی ہوئی تھیں اور دوسری جانب انگریزی میں نامپ کیا ہوا مختصر سامضمون تھا۔

”تم خود فریدی کی نگرانی کرو، اگر وہ دوبارہ ایگل بیچ جائے تو تم بھی جاؤ اور ہٹ نمبر ایک سوبائیس میں مستقل طور پر مقیم ہو جاؤ!“

یہ اس کے کوٹ کی جیب سے سے برآمد ہوا تھا۔ فریدی طویل سانس لے کر بولا، اس کے کپڑے فرش پر کھرے ہوئے تھے۔ اوہ خداوند! اگر ذرا دیر اور ہو جاتی اس بھم پر نظر پڑنے میں تو..... جملہ پورا کیے بغیر وہ خاموش ہو گیا۔

حمدید کارڈ پر بنی ہوئی آنکھوں کو گھورے جا رہا تھا۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ آنکھوں کو پہنچ بھی کہیں دیکھ چکا ہو..... لیکن کہاں.....؟ یاد نہ آسکا۔